هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار
قادیان

ایڈیٹر - میر قاسم علی احمدی!

شرح چندہ پیشگی
سرپرستان۔ صہ/ معاونین۔ للعہ/ عام چندہ۔ عہ۹/ ششماہی۔ عہ۸/ بیرون ہند ۸ شلنگ

جلد ۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۴ر مئی ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۸

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۱۱ رمئی سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو کل ۱۰ رمئی کو کسی قدر درد شکم کی شکایت رہی۔ آج بفضلہ تعالیٰ آرام ہے۔ آج کل حضور ترجمہ قرآن کریم میں مشغول ہیں۔ اسلئے ملاقاتیں بھی بند ہیں۔ حضور کی صحت کامل کے لئے دعا کی جائے۔

(۲) سیدۃ النساء، حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے قابل حمد ہے۔

(۳) جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے۔ آئی۔ سی۔ ایس کو خدا نے ۱۰ رمئی کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ جس کی خوشی میں مقامی مدارس میں تعطیل کی گئی۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق اس ولادت باسعادت پر مرزا صاحب موصوف اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب کو جن کو خدا نے یہ نواسہ عطا فرمایا ہے۔ مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولود مسعود کو لمبی عمر عطا فرما کر قرۃ العین اور خادم اسلام و سلسلہ بنائے۔ آمین۔

(۴) نصرت گرلز ہائی سکول قادیان سے ۱۹ لڑکیوں

احمدی!

اُٹھ اب اے احمدی! دونوں جہانوں پر عیاں ہو جا — خلیفہ کی زباں ہو جا۔ نبی کا ترجماں ہو جا
ملا ہے تجھ کو رحمت سے خدا کی رتبۂ عالی — حرم کا پاسباں ہو جا۔ خدا کا رازداں ہو جا
تُو اپنی زندگی کو کر دے وابستہ خلافت سے — یہی اکسیر ہے خاکِ رہِ دارالاماں ہو جا
سکھا دے پھر سے دنیا کو وہ تہذیبِ شتربانی — اخوّت کے ترانے گا کے تو پھر نغمہ خواں ہو جا
مہک کر غنچہ و گُل کی طرح کر رنگ و بُو پیدا — بہارِ گلستاں ہو جا۔ شمیمِ جاوداں ہو جا
اگر منظور ہے تجھ کو یہاں با آبرو رہنا — تو خاتم میں خلافت کی نگیں بن کر عیاں ہو جا
جِلا دے اپنے اعجازِ تکلّم سے تُو مُردوں کو — تُو بن کر خون اب پھر نبضِ ہستی میں رواں ہو جا
دکھا دے راستہ پھر بھولے بھٹکوں کو ہدایت کا — تو آوازِ جرس بن جا امیدِ کارواں ہو جا
سراپا سوز بن جا اور کر ذوقِ تپش پیدا — اے او خرمنِ ہستی! تو خود برقِ تپاں ہو جا

تُو زنجیرِ ستم سے اہلِ دنیا کو رہا کر دے
جہاں والوں کو پھر سے ہاں گرفتارِ وفا کر دے

(قمر اجنالوی)

ہمارے خلاف مقدمات

(۱) ایک مقدمہ عیدگاہ کے متعلق ہمارے خلاف ہے۔ اس میں منشی محمد دین صاحب مختار صدر انجمن کا بیان ۶ رمئی کو ہو کر مقدمہ آئندہ پیشی پر ملتوی ہوا۔

(۲) دوسرا مقدمہ ایڈیٹر صاحب الفضل کے خلاف مولوی عنایت اللہ احراری نے جو ہتک عزت کا دائر کیا ہوا ہے۔ اس میں ۶ رمئی کو خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر و بھائی عبد الرحمن صاحب پرنٹر کے بیان ہو کر دونوں پر فرد جرم لگا دیا گیا۔ اور آئندہ ۱۹ رمئی گواہان استغاثہ پر مکرر جرح کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

(۳) تیسرا مقدمہ عیدگاہ کی ایک قطعہ زمین کے متعلق جو غیر احمدیوں کی درخواست ہے۔ اس میں غیر احمدیوں کے گواہان کے بیان ۸ رمئی کو ہو کر مقدمہ اگلی پیشی پر ملتوی ہوا۔

---

۲۳ نے مڈل کا امتحان دیا جن میں سے ۱۷ پاس اور ۲ کمپارٹمنٹ میں آئیں۔ ۱۰ نے پرائیویٹ امتحان دیا۔ جو سب کامیاب ہو گئیں۔ الحمد للہ۔

دارالامان میں ۷ر مئی کا مبارک دن

مبارک! صد مبارک!! صد مبارک!!!

گذشتہ جلسہ سالانہ پر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو اپنی صاحبزادی امتہ القیوم صاحبہ کا نکاح جو حضور کے حرم ثانی سیدہ امتہ الحی صاحبہ مرحومہ مغفورہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی تھیں۔ صاحبزادہ مرزا منظفر احمد صاحب آئی۔ سی۔ ایس خلف اکبر حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہا اللہ تعالےٰ سے پڑھا تھا۔ اب ۷ر مئی بروز یکشنبہ بعد نماز عصر صاحبزادی موصوفہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اس تقریب پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تین سو کے قریب ہر طبقہ کے اصحاب کو مدعو فرمایا تھا۔ جن میں تیس کے قریب مقامی غیر احمدی سکھ اور ہندو دوست بھی تھے۔ اور صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ کی طرف سے برات میں شامل ہونے والے احباب کی تعداد ۶۵ تھی۔ ان میں بھی ۹ مقامی غیر مسلم صاحبان تھے۔ یہ تمام برات حضرت ام طاہر صاحبہ کے مکان پر جہاں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی طرف سے مہمانوں کے لئے انتظام تھا۔ تشریف لائے۔ حضور نے بذات خود استقبال فرمایا۔ اور اپنے دست مبارک سے صاحبزادہ مرزا منظفر احمد صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے۔ براتیوں کے آنے پر ناشتہ شروع ہوا۔ جو مٹھائی۔ پھل لیمونیڈ اور چائے پر مشتمل تھا۔ غیر مسلم اصحاب کے لئے کھانے پینے کا انتظام علیحدہ تھا۔ خورد و نوش سے فارغ ہو کر حضور نے کھڑے ہو کر لمبی دعا فرمائی۔ اور دوران دعا میں حضور کی چشم پُرنم تھیں۔ بعد اختتام دعا غیر مسلم اصحاب نے حضور کے پاس آکر حضور اور مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا منظفر احمد صاحب سے مصافحہ کر کے مبارکباد دی۔ بعد ازاں احمدی احباب و دیگر احباب یکے بعد دیگرے مصافحہ کرتے ہوئے مبارکباد عرض کرتے گئے۔ اس تقریب کا انتظام خورد و نوش حضرت میر محمد اسحاق صاحب اور مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے سپرد تھا۔ بیرونجات سے بھی بعض اصحاب اس تقریب پر پشاور، میانوالی لاہور۔ دہلی۔ ڈیرہ اسماعیل خاں کے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ اور صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب کے مہمان تھے۔

قران السعدین

۹ر مئی بروز سہ شنبہ ۸ بجے بعد نماز مغرب حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے اپنے لخت جگر مرزا منظفر احمد صاحب آئی۔ سی۔ ایس کی دعوتِ ولیمہ دی۔ جس میں قریباً گیارہ بارہ سو اصحاب شامل ہوئے جو احمدی و غیر احمدی ہر طبقہ سے مدعو تھے۔ مستورات کی تعداد بھی ڈھائی سو کے قریب تھی۔ اور غیر مسلم صاحبان کی دو صد سے زائد۔ اور کارکنان دعوت یک صد۔ انتظام اس دعوت کا مدرسہ احمدیہ اور اس کے بورڈنگ کے صحن میں وسیع پیمانہ پر نہایت اعلےٰ انتظام کے ساتھ کیا گیا۔ صحن مذکور رنگ برنگی جھنڈیوں سے اور مدرسہ کا صدر دروازہ پھول پتیوں سے آراستہ تھا۔ رات کے اندھیرے کو بجلی کے لیمپوں نے دور کر کے دن چڑھا رکھا تھا۔

اور نئی بات اس دعوت میں یہ تھی۔ کہ آلہ نشر الصوت لگا کر کھانے سے قبل تا اختتام دعوت اس کے ذریعہ نہایت پاکیزہ نظمیں اور تہنیت آمیز تقریریں مدعوین کو سنائی گئیں۔

کھانا کھلانے کا انتظام

جس عمدگی سے اس دعوت میں تھا۔ وہ قادیان کی دعوتوں میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا۔ کھانے والوں کے آنے سے پہلے علیحدہ علیحدہ بلاک بنا کر ہر ایک بلاک پر جو سولہ سولہ افراد کے لئے تھا۔ دو دو ذمہ وار اور دو دو ان کے مددگار متعین کر کے نصف کھانا جو سرد کھایا جاتا ہے۔ اور پانی پینے کا آبخورہ۔ سالن کھانے کا پیالہ چاول نوش کرنے کی رکابی پہلے سے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ دسترخوان پر چن رکھی تھی۔ جب حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ تشریف لے آئے۔ تو گرم کھانا ہر ایک کے آگے ہر بلاک کے منتظمین نے لا کر پیش کر دیا اور خوبی یہ تھی۔ کہ ایک ہی وقت میں تمام بلاکوں پر سب کھانا پہنچ گیا۔ منتظم اعلےٰ حضرت میر محمد اسحاق صاحب سلمہ اللہ نے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اطلاع دی۔ کہ حضور امیر المؤمنین اور احباب کرام کھانا تناول فرمانا شروع کر دیں۔ اس اعلان کو سنکر نہایت خاموشی اور اطمینان سے سب نے کھانا اور آلہ نشر الصوت نے نظموں اور تقریروں کا سنانا شروع کر دیا۔ کیا مجال کہ کسی کو کپڑوں پر سالن گرنے کی شکایت اور حلق سے نوالہ اتارنے کے لئے پانی پانی کا شور مچانا پڑے۔ غرضیکہ دعوت کا انتظام نہایت ہی سلیقہ اور قابلیت سے کیا گیا۔ جو آئندہ دعوتیں کرنے والوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ تھا۔ خدا کرے۔ کہ آئندہ دعوتیں کرنے والے اسی طرز معقول پر انتظام کرنے کی کوشش کریں۔ اس دعوت کے منتظم اعلےٰ حضرت میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت اور غیر مسلم اصحاب کے لئے مکرم سید ولی اللہ شاہ صاحب تھے۔ اور مستورات کے لئے سیدہ ام منظفر احمد صاحب کی نگرانی میں ان کے مکان پر تھا۔ اور لاؤڈ سپیکر کے انچارج عزیز مکرم مولوی عبدالوہاب صاحب عمر ابن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تھے۔ صدر دروازہ پر دلہا میاں صاحبزادہ مرزا منظفر احمد صاحب آئی۔ سی۔ ایس بذات خود مہمانوں کا استقبال کرتے تھے۔ غرض ہر دو تقاریب رخصتانہ و ولیمہ نہایت شاندار اور اعلےٰ پیمانہ پر عمدگی انتظام کے ساتھ عمل میں آئیں۔ کھانے سے فارغ ہو کر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ نے دعا فرمائی۔ اور صاحبزادگان حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ و حضرت صاحبزادگان نہایت فراخ حوصلگی اور خندہ پیشانی اور فرحت و انبساط کے ساتھ اس موقعہ پر ہر ایک کام مستعدی سے بجا لاتے رہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

خاکسار ایڈیٹر فاروق معہ متعلقین خود بحضور سیدۃ النساء ام المؤمنین مدظلہا اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ و حضرت میرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ اور سیدہ ام منظفر احمد صاحب سلمہا اور خاندان حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو جن کی مرحومہ صاحبزادی کی صاحبزادی کی یہ تقریب تھی۔ نہایت صدق دل سے ہدیہ تہنیت اور مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس تقریب کو ہر سہ خاندانوں اور سلسلہ کے لئے اور اسلام کے لئے خیر و برکت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

احرار بٹالہ کی شرارت

پر

حکام کی فرض ناشناسی

۱۰ر مئی کو بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے نائب صدر آل انڈیا نیشنل لیگ کی صدارت میں بٹالہ کے احرار اور حکام علاقہ کی فرض ناشناسی کے خلاف جو ۲۹ر اپریل کو ایک احمدی کی شیر خوار بچی کی نعش کو اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہونے سے روکنے کی ننگ اسلام احرار نے شرارت کی۔ اور حکام موجودہ نے احرار کے شور و شر سے ڈر کر احمدی مظلوم کو اس کے جائز حق دلانے میں کوتاہی دکھلا کر اپنی بے بسی کا ثبوت دیا۔ نیشنل لیگ نے ایک غیر معمولی احتجاجی جلسہ کیا۔ جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے پیش کیں۔ جو بالاتفاق پاس کی گئیں۔

(۱) آل انڈیا نیشنل لیگ قادیان کا یہ اجلاس عام بٹالہ کے احرار کے اس امن شکن فعل کو گورنمنٹ پنجاب کے علم میں لانا چاہتا ہے۔ اور اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ کہ انہوں نے ۲۹ر اپریل کو ایک احمدی کی خورد سالہ بچی کی نعش کی سخت بےحرمتی کی۔ اور اس احمدی کو اس کے خاندانی قبرستان میں اپنی لڑکی کی نعش دفن نہ کرنے دی۔

(۲) یہ اجلاس عام متعلقہ حکام کے اس بزدلانہ فعل کے خلاف سخت رنج کا اظہار کرتا ہے۔ کہ وہ احراری مفسدہ پردازوں سے مرعوب ہو گئے۔ اور ان کی شرارت کے خلاف کوئی نوٹس نہ لے سکے۔

(۳) ہم حکومت پنجاب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ احرار بٹالہ کے سرغنہ حاجی عبدالرحمٰن شوق محمد۔ نور محمد۔ عمر الدین کے خلاف ضابطہ کی کارروائی کرے۔ ورنہ احرار کے اس ظلم و ستم کو روکنے کے لئے جو اب حد سے بڑھ گیا ہے۔ آل انڈیا نیشنل لیگ کو قانون کے اندر رہتے ہوئے اہم قدم اٹھانا پڑیگا۔

شجرہ طیبہ

مولوی ابوالفضل محمود صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو نسل چلی ہے۔ ان کا ایک شجرہ طیبہ ہلکے سفید کاغذ پر شائع کیا ہے۔ اور موجودہ نسل کے اسماء گرامی ... ایک درخت کی شکل بنا کر اسکی شاخوں پر لکھدیے ہیں۔ جو خدا کے فضل سے ستر ہیں۔ دوست ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجکر ابوالفضل محمود قادیان سے منگالیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۸

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ اپریل سنہ ۳۹ء

قادیان میں کوئی احمدی اَن پڑھ نہ ہو

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے گذشتہ ہفتہ میں **قادیان کی تعلیم کا کام** خدام الاحمدیہ کے سپرد کیا تھا۔ اور میں نے انہیں نصیحت کی تھی۔ کہ وہ اس کام کو اپنے سے باہر جو تجربہ کار لوگ ہیں۔ ان کی مدد سے شروع کریں۔ اور تین دن کے اندر اندر لسٹ بنا کر میرے سامنے پیش کر دیں۔ چنانچہ اس کے مطابق خدام الاحمدیہ نے تین دن کے اندر اندر لسٹ بنا کر میرے سامنے پیش کر دی۔ جس کے دوسرے دن بلا کر میں نے ان سے بھی اور میر محمد اسحاق صاحب اور مولوی ابوالعطاء صاحب سے بھی مشورہ کر کے ایک سکیم تجویز کر دی۔ وہ **سکیم یہ تجویز ہوئی ہے** کہ ہر احمدی مرد جو دس سال سے اوپر ہے اسے ایک تو قرآن پڑھنا آتا ہو۔ دوسرے نماز با ترجمہ آتی ہو۔ تیسرے وہ اردو پڑھ اور لکھ سکتا ہو۔ اور چوتھے سو تک کے ہندسے اسے آتے ہوں۔ غور کرنے کے بعد یہ بھی فیصلہ ہوا۔ کہ تین مہینہ میں یہ کورس ختم نہیں ہوگا۔ اسلئے تین ماہ کی بجائے چھ مہینے تجویز کئے گئے۔ اور ساتھ ہی چار امتحان بھی تجویز کئے گئے ہیں۔ چنانچہ پہلا امتحان یکم جون کو۔ دوسرا یکم جولائی کو۔ تیسرا یکم ستمبر کو۔ اور چوتھا یکم نومبر کو ہوگا۔ **پڑھانے والوں کی تعداد** خدا تعالے کے فضل سے ہر محلہ میں کافی ہے۔ سوائے دار الصحت کے۔ اور دار الصحت ہی ایک ایسا محلہ ہے۔ جو اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا اور ہماری بہت زیادہ توجہ چاہتا ہے۔ یہ قومیں جو ہندو تہذیب و تمدن کے ماتحت کسی وقت سیاسی ضرورتوں کی وجہ سے **اچھوت** قرار دی گئی تھیں۔ درحقیقت ملک کی قدیم باشندہ ہیں۔ اور آرین نسلوں کے آنے سے پہلے ہندوستان میں حکومت کرتی رہی ہیں چنانچہ جغرافیہ والے ان کو ڈریوڈینز (Dravadians) کہتے ہیں۔

یہ لوگ سیاسی طور پر کسی زمانہ میں مغلوب ہوئے۔ پھر ذلیل سے ذلیل تر ہوتے چلے گئے۔ پہلے حکومت گئی۔ پھر تجارت گئی۔ پھر صنعت و حرفت گئی۔ پھر علم گیا۔ پھر عزت گئی۔ گویا وہ ساری چیزیں جو دنیا میں انسان کی عزت اور ترقی کے لئے اللہ تعالے نے مقرر فرمائی ہیں۔ ان سے یہ محروم ہو گئیں۔ اور سینکڑوں نہیں ہزاروں سالوں سے محروم چلی آتی ہیں۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام** ہے۔ کہ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائینگے۔ (تذکرہ صـ۹۶۴) اور میں سمجھتا ہوں۔ اس الہام میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ قومیں جو ادنےٰ کہلاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ان کو ادنیٰ حالت سے نکال کر ترقی کی طرف لے جایا جائیگا۔ آج سیاسی طور پر دنیا میں ایسے حالات پیدا ہیں۔ کہ ہندو اور مسلمان دونوں یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان قوموں کو وہ اپنے اندر شامل کریں۔ مگر ان کا شامل کرنا محض سیاسی ہے۔ اور ان کی غرض صرف اتنی ہی ہے۔ کہ یہ لوگ آئندہ ہندو یا مسلمان کہلائیں۔ اور اپنے ووٹ ان کو دے دیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ جو قوم جس کے ساتھ شامل ہو گی۔ اپنے ووٹ بھی اسی کو دیگی۔ مگر میرے نزدیک ان سے صرف اتنی ہی ہمدردی کرنا کہ ان کا نیا نام رکھ دیا جائے اور ان کے ووٹوں سے خود فائدہ اٹھا لیا جائے۔ **نہایت کمینہ اور اخلاق سے گری ہوئی بات** ہے۔ اگر ہم ان قوموں کو حقیقی فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان میں تعلیم پھیلائیں۔ ان میں پیشوں کی ترویج کریں۔ انہیں صنعت و حرفت کے کام سکھائیں۔ یہاں تک کہ ان کا معیار زندگی بلند ہو جائے۔ ان کا معیارِ عقل بلند ہو جائے۔ اور ان کا معیارِ علم بلند ہو جائے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ سانسی۔ چوہڑے اور بھیل قوم کے افراد جو ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ یا بعض اور قومیں جو اس ملک میں ادنےٰ اور حقیر سمجھی جاتی ہیں۔ اگر ان میں تعلیم آ جائے۔ اگر ان میں سے بھی بی۔ اے اور ایم۔ اے بننا شروع ہو جائیں۔ اگر وہ بھی مولوی فاضل کی ڈگریاں حاصل کر لیں۔ اگر وہ بھی مساجد کے منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کریں۔ اگر ان کی زبان سے بھی ایسی باتیں نکلیں۔ جنہیں سن کر پرانی نسلوں کے مسلمان واہ وا اور سبحان اللہ کہیں۔ اگر وہ بھی مدرسوں کی کرسیوں پر بیٹھیں۔ اگر وہ بھی کالج کے پروفیسر بنیں۔ اگر وہ بھی اپنی قوم کے لڑکوں کو اعلےٰ تعلیم دلائیں۔ تو وہ اس ذلت کے نام کو اپنے ساتھ رہنے دیں گے۔ یقیناً یہ نام پیچھے رہ جائے گا۔ اور وہ قوم ترقی کی منزلوں کی طرف بڑی سرعت سے قدم بڑھاتی ہوئی چلی جائے گی۔ پس **ہماری جماعت کا فرض ہونا چاہیئے** کہ وہ ان لوگوں کو صرف نام کا مسلمان نہ بنائے۔ بلکہ ان کے لئے علمی۔ اخلاقی۔ تمدنی اور اقتصادی ترقی کے سامان مہیا کرے۔ کیونکہ سب سے زیادہ تعلیم کے یہی لوگ مستحق ہیں۔ اور سب سے زیادہ تعلیم کے یہی لوگ مستحق ہیں۔ اور سب سے زیادہ مجبور بھی یہی ہیں۔ ان میں اتنے لکھے پڑھے لوگ نہیں۔ کہ یہ دوسروں کی مدد کے بغیر اپنی قوم کے افراد کو پڑھا سکیں۔ پس ہمیں سب سے پہلے ان کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ خدام الاحمدیہ کی طرف سے مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ ان کے زیادہ قریب دار الرحمت والے ہیں۔ اور وہ **محلہ دار الرحمت کے رہنے والوں سے خواہش** کر رہے ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ میں ان کی مدد کریں۔ اور دار الصحت والوں کو پڑھائیں۔ میں بھی اس موقعہ پر دار الرحمت کے لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ دار الرحمت کے لوگوں کی تخصیص کی اس میں ضرورت نہیں۔ یہ ایک ثواب کا کام ہے۔ اور ثواب کے کام کے لئے دور سے بھی لوگ آ سکتے ہیں۔ پس دوسرے محلوں سے بھی جو دوست یہ ثواب حاصل کرنا چاہتے ہوں انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اپنی خدمات پیش کر کے یہ **عظیم الشان ثواب** حاصل کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے بن جائیں۔ کہ "کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے۔" یہ قومیں نام کے لحاظ سے بیشک آزاد ہیں۔ مگر حقیقتاً غلام ہیں۔ اور غلاموں کو آزاد کرانا مومنوں کے عظیم الشان فرائض میں سے ایک فرض ہے۔

پس میں خدام الاحمدیہ کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ اور جماعت کے دوسرے دوستوں کو بھی کہ وہ اس محلہ کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ مگر اس تعلیم کے علاوہ جو دوسری تعلیم ہے۔ یعنی اعلےٰ مذہبی اور دنیوی تعلیم۔ اسکی طرف بھی ہمیں توجہ کرنی چاہیئے۔ اور میں اس کے لئے **صدر انجمن احمدیہ کو توجہ** دلاتا ہوں۔ کہ وہ بعض خاص وظیفے ایسے مقرر کرے۔ جن سے اس قوم کے لڑکوں کو زیادہ اعلےٰ تعلیم دلائی جا سکے۔ خالی پڑھنا لکھنا سکھا دینا کافی نہیں۔ بلکہ اس قوم کی مجموعی حالت کو درست کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان میں اعلےٰ تعلیم رائج کی جائے۔ جب ان لوگوں میں سے بعض نوجوان ایف۔ اے اور بی۔ اے ہو جائیں گے۔ بعض **مذہبی لحاظ سے اعلیٰ تعلیم** حاصل کر لیں گے۔ اور وہ اپنے گھر کے افراد اور اپنی قوم کے افراد پر اثر ڈالیں گے۔ تو لازماً ان کی حالت پہلے سے بہت سدھر جائے گی۔ وہ اپنے گھروں کو اچھا بنائیں گے۔ وہ ان میں صفائی کا زیادہ خیال رکھیں گے۔ وہ اپنے بچوں

کو تعلیم دلائیں گے۔ اور اس طرح قوم کا علمی۔ عقلی اور تمدنی معیار بہت بلند ہو جائے گا۔

مگر یہ کام خدام الاحمدیہ کا نہیں۔ میں اس کے متعلق صدر انجمن احمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ان کے لئے بعض وظائف مقرر کرے۔ اور اگر اس سال زیادہ وظائف مقرر نہ کئے جاسکیں۔ تو کم از کم ایک وظیفہ اس سال دارالصحت کے کسی بچے کو تعلیم دلانے کے لئے ضرور جاری کر دینا چاہیئے۔ چاہے اس بچے کو بورڈنگ میں ہی رکھنا پڑے۔ تا کہ اس کا اخلاقی معیار بھی بلند ہو اور اسکی ذہنی ترقی بھی ہو۔

پس وہ ایک سے تجربہ شروع کریں۔ اور جوں جوں اس میں کامیابی ہوتی چلی جائے۔ ان وظائف کو زیادہ کرتے چلے جائیں۔ اگر صدر انجمن احمدیہ یہ کام شروع کر دے۔ تو تھوڑے عرصہ میں ہی عظیم الشان تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ یہ بہت بڑی کمینگی ہوگی۔ کہ ہم نام میں تو ان لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرلیں۔ مگر ان خوبیوں میں شامل نہ کریں جو قومی طور پر خدا تعالےٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہیں۔

پھر میں ان

تمام لوگوں سے خواہش

کرتا ہوں۔ جن کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ پڑھے ہوئے نہیں۔ کہ وہ اس کام میں حصہ لیں۔ اور ہماری مدد کریں۔ یہ محض ان کے فائدہ کی سکیم ہے۔ جو جاری کی گئی ہے۔ اگر ان کے اوقات کا حرج بھی ہو۔ تو وہ اس حرج کو گوارا کر کے اپنی تعلیم مکمل کرلیں۔ چھ مہینے انسان کی زندگی میں سے کوئی بڑا عرصہ نہیں۔ لوگ ہر سال دو دو تین تین مہینوں کے لئے تبدیل آب و ہوا کے لئے باہر چلے جاتے ہیں۔ اور اس عرصہ میں لازماً ان کے کاموں کو نقصان پہنچتا ہے۔ مگر وہ کوئی پروا نہیں کرتے۔ قادیان سے ہی ہر سال پانچ سات آدمی گرمی کے ایام میں کشمیر یا پالم پور چلے جاتے ہیں۔ اور وہ اس عرصہ میں جب تک باہر رہتے ہیں۔ کوئی خاص کام نہیں کرتے۔ اگر ان کی یہاں تجارت ہوتی ہے تو تجارت چھوڑ جاتے ہیں۔ ملازمت ہوتی ہے۔ تو رخصت لے لیتے ہیں۔ بہر حال وہ تفریح طبع کے لئے اوقات نکال لیتے ہیں۔ اور یہاں تو روزانہ صرف ایک یا دو گھنٹے وقت صرف کرنا ہے۔ جس میں کوئی مشکل بات نہیں۔ ہاں ممکن ہے۔ کہ بعض کا ذہن ایسا تیز نہ ہو۔ اور انہیں پندرہ بیس دن اس کام کے لئے کلیۃً اپنے آپ کو فارغ کرنا پڑے۔ اس صورت میں انہیں پندرہ بیس دنوں کے لئے اپنے آپ کو فارغ بھی کرنا پڑے گا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کوئی شخص ایسا ہو۔ جو اپنی عمر میں سے پندرہ بیس دن اس کام کے لئے فارغ نہ کرسکے۔ جس میں نہ صرف اس کا اپنا فائدہ ہے۔ بلکہ اسلام اور احمدیت کا بھی فائدہ ہے۔

پس سب کو چاہیئے۔ کہ اس کام کو اپنا کام سمجھ کر اور سلسلہ کا کام سمجھ کر کریں۔ اور اگر اس کام کے لئے انہیں اپنے وقت کی قربانی کرنی پڑے۔ تو شوق اور خوشی کے ساتھ یہ قربانی کریں۔ جب ان میں تعلیم آجائے گی۔ تو لازماً وہ اپنے بچوں کو زیادہ تعلیم دلائیں گے۔ اور پھر تعلیم کی قدر بھی انہیں معلوم ہو جائے گی۔ مثلاً

نماز با ترجمہ

ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اس کے بغیر عبادت میں کبھی لذت نہیں آسکتی۔ میں نے دیکھا ہے۔ یورپ کے لوگ اکثر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اس نماز کا فائدہ کیا۔ جس میں محض الفاظ رٹے جاتے ہیں۔ اور کہنے والے کو یہ پتہ تک نہیں ہوتا۔ کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ اعتراض ہے تو غلط مگر اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ نماز کا پورا فائدہ بغیر ترجمہ کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہم اس سوال کا جواب دیں۔ تو صرف دو طرح ہی دے سکتے ہیں۔ یا تو ہم یہ کہیں۔ کہ باوجود ترجمہ نہ جاننے کے نماز سے ہم پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور یا یہ کہیں۔ کہ یہ بالکل غلط بات ہے۔ کہ مسلمان نماز کا ترجمہ نہیں جانتے۔ مسلمانوں میں سے ہر شخص نماز کا ترجمہ جانتا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ نماز سے پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انہی دو جوابوں سے ہم دشمن کو خاموش کرا سکتے ہیں۔ مگر ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ دونوں جواب بالکل غلط ہیں۔ ہم ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کہ ترجمہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور بغیر اس کا علم رکھنے کے بھی نماز سے پورا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور ہم یہ جواب بھی قطعاً نہیں دے سکتے۔ کہ ہر مسلمان نماز کا ترجمہ جانتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی قطعی طور پر غلط ہے۔

پس دشمن کے اعتراض سے بچنے کے لئے ہمارے لئے ایک ہی راستہ کھلا ہے۔ اور وہ یہ کہ سب مسلمانوں کو نماز کا ترجمہ سکھا دیں۔ پھر دشمن کا اعتراض بھی باطل ہو جائے گا۔ اور ہماری قوم کی مذہبی اور علمی حالت بھی ترقی کر جائے گی۔ اور کوئی نہیں کہہ سکے گا۔ کہ ہم ایک ایسا کام کرتے ہیں۔ جس کا فائدہ ہمیں اتنا بھی نہیں پہنچتا۔ جتنا فائدہ وہ قومیں اٹھا رہی ہیں۔ جو اصل زبان کی بجائے اس کا ترجمہ نمازیں پڑھنے کی عادی ہیں۔ یوروپین قوموں میں جس قدر دعائیں اور

عبادت کے کلمات

رائج ہیں۔ وہ اصل زبان میں نہیں۔ بلکہ ان کا ترجمہ ہے۔ اصل زبان عبرانی تھی۔ مگر بعد میں اس کا یونانی میں ترجمہ ہوا۔ اور اس سے انگلستان والوں نے انگریزی میں ترجمہ کرلیا۔ جرمن والوں نے جرمنی میں ترجمہ کرلیا۔ فرانس والوں نے فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرلیا۔ اور روس والوں نے روسی زبان میں ترجمہ کرلیا۔ اس طرح گو اصل زبان ان کے سامنے نہیں آتی۔ مگر وہ اس کا مطلب اور مفہوم خوب سمجھتے ہیں۔ مگر ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ عربی زبان میں ہی نماز ہونی چاہیئے۔ پنجابی یا اردو۔ یا

کسی اور زبان میں نماز جائز نہیں

اب ظاہر ہے۔ کہ اگر ایک پنجابی آدمی جو عربی نہیں جانتا۔ نماز میں کھڑے ہو کر یوں نماز دوہراتا ہے۔ کہ "میں اللہ کا ناں لیکے نماز شروع کردا ناں۔ جو بڑی مہربانیاں تے احسان کرن والا ہے۔ میں اس اللہ دی تعریف کردا ہاں۔ جیہڑا رب ہے سارے جہاناں دا۔ جیہڑا بڑا مہربان تے رحیم ہے"۔ تو فوراً اس کے دماغ میں ایک مضمون پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت اس کے دل میں جوش مارنے لگ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ کہتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اور وہ نہیں جانتا۔ کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کیا معنے ہیں۔ تو اس کا دماغ بالکل خالی رہتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔ کہ بسم اللہ نہ معلوم کیا چیز ہے۔ رحمٰن اور رحیم نہ معلوم کسے کہتے ہیں۔ پھر جب وہ کہتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ تو پھر حیران ہوتا ہے۔ کہ حمد کیا ہوئی۔ اور رب العالمین کے کیا معنے ہوئے۔ اسی طرح جب وہ کہتا ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین تو وہ یہ نہیں جانتا۔ کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کے کیا معنے ہیں۔ بے شک اسے یہ تو خیال آئے گا۔ کہ یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔

میرے مذہب کی تعلیم

ہے۔ اور میں ان الفاظ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کر رہا ہوں۔ مگر اس نماز کا جو علمی فائدہ ہے۔ وہ اسے حاصل نہیں ہوگا۔ لیکن اگر جیسا کہ بائیبل کی دعاؤں کا ترجمہ عیسائی کر لیتے ہیں وہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہنے کی بجائے یہ کہے۔ کہ اے میرے رب میں تیری ہی عبادت کردا ہاں۔ اور تیرے کولوں ہی مدد منگدا ہاں۔ تو اس وقت وہ ایک ربودگی کی حالت میں ہوگا۔ اور جب وہ یہ کہہ رہا ہوگا۔ کہ خدایا میں تیرے کولوں ہی مدد منگدا ہاں۔ تیرے سوا مینوں مدد دینے والا ہور کوئی نہیں۔ تو خود ہی سوچ لو۔ اس پر کتنی رقت طاری ہوگی۔ اور کس قدر

اللہ تعالےٰ کی خشیت

اس کے دل میں موجزن ہوگی۔ لیکن اگر وہ عربی الفاظ کا مفہوم نہیں جانتا۔ تو ایاک نعبد و ایاک نستعین اس کے لئے ایسا ہی ہوگا۔ جیسے پتھر اٹھا کر کسی کو مار دیا۔ پس ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اسے نماز کا ترجمہ آتا ہو۔ ورنہ ہم نماز سے وہ فائدہ ہرگز نہیں اٹھا سکتے۔ جو عیسائی وغیرہ اٹھا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ ترجمہ کی وجہ سے اپنی زبان میں اپنی دعاؤں کا مطلب خوب سمجھتے ہیں۔ مگر مسلمان

عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے

نماز کے مفہوم کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں نماز پڑھنے کے باوجود اتنی روحانیت نہیں ہوتی۔ جتنی روحانیت بعض جھوٹے مذاہب کے پیرووں میں دکھائی دیتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنی روزانہ عبادت کے کلمات ان زبانوں میں ادا کرتے ہیں۔ جن کو وہ سمجھتے ہیں۔ مثلاً سکھ ہیں۔ ان کا گرنتھ ایسی زبان میں ہے۔ جس کو وہ سمجھتے ہیں۔ اب ایک سکھ جب گرنتھ کا کوئی شعر پڑھ رہا ہوتا ہے۔ تو اس کا دل

جوش اور محبت سے بھرا ہوا

ہوتا ہے۔ لیکن ایک مسلمان جو قرآن کا ترجمہ نہیں جانتا۔ وہ بعض دفعہ عبارتوں کی عبارتیں پڑھ جاتا ہے۔ اور اس کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے۔ کہ وہ کوئی منتر کر رہا ہے۔ لیکن اگر وہ قرآن کے معنی سمجھنے لگ جائے۔ تو اس کے اندر بھی ویسا ہی جوش پیدا ہو جائے۔ جیسے سکھوں اور عیسائیوں میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ چونکہ اسکی تعلیم زیادہ اعلےٰ ہے۔ اسلئے اس کے اندر ان سے زیادہ جوش پیدا ہوگا۔ اس کا علم ان سے زیادہ بڑھے گا۔ اور اس کا عرفان ان کے عرفان سے بہت اعلےٰ ہوگا۔ لیکن جب یہ معنی نہیں جانتا۔ تو دوسرے سے اس کا علم اور عرفان کم نہیں ہوتا۔ بلکہ ہوتا ہی نہیں۔ پس دو باتوں میں سے ایک بات ہمیں ضرور کرنی پڑیگی۔ یا تو ہمارے لئے ضروری ہوگا۔ کہ ہم اپنے میں سے

ہر شخص کو نماز کا ترجمہ

سکھا دیں۔ تاکہ وہ نماز کی برکات سے مستفیض ہو۔ یا ہمیں اسلام کی بتائی ہوئی عربی دعائیں اور قرآن کریم کی عبارتیں چھوڑنی پڑیں گی۔ اور ان کی بجائے اردو یا پنجابی میں نمازیں ڈھالنی پڑیں گی۔ اور ہمیں کہنا پڑیگا۔ کہ بجائے عربی کے پنجابی یا اردو کے کلمات پڑھ لئے جائیں۔ مگر یہ دوسری چیز بڑی خرابیاں پیدا کرنے والی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس طریق سے افراد کو فائدہ ہوتا ہے۔ مگر قومیں اس سے بالکل تباہ ہو جاتی ہیں۔ اور

ترجمے بدلتے بدلتے کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں

آخر وہ ترجمے ہی تھے۔ جن کی وجہ سے عیسائیوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بجائے خدا تعالیٰ کا برگزیدہ رسول تسلیم کرنے کے خدا اور خدا کا بیٹا بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر زبان میں بعض ایسے محاورے ہوتے ہیں۔ جن کا دوسری زبان میں اگر لفظی ترجمہ کیا جائے۔ تو مفہوم بالکل بدل جاتا ہے۔ اب یہ

ایک عبرانی محاورہ

ہے۔ کہ جب کسی کو خدا تعالےٰ کا بیٹا کہا جائے تو اس کے معنی خدا تعالےٰ کے پیارے کے ہوتے ہیں۔ جب تک عیسائی عبرانی سے تعلق رکھتے رہے۔ جہاں اس قسم کا کوئی فقرہ آتا۔ وہ فوراً سمجھ جاتے۔ کہ اس کے معنی خدا تعالےٰ کے پیارے کے ہیں۔ مگر جب یونانی میں انجیل کا ترجمہ ہوا۔ تو ترجمہ کرنے والوں نے اس محاورہ کا ترجمہ بجائے خدا کے پیارے کے خدا کے بیٹے کر دیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بعد میں آنے والے عیسائیوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ حضرت مسیح سچ مچ

خدا تعالےٰ کے بیٹے

تھے۔ اس خرابی کو اس امر سے اور بھی مدد ملی۔ کہ یونانی لوگوں نے بھی سمجھ لیا۔ کہ حضرت مسیح سچ مچ اس کے بیٹے تھے۔ ان کا سابق مذہب ایسا تھا۔ کہ اس میں بعض لوگوں کو خدا تعالےٰ کا بیٹا قرار دیا جاتا تھا۔

پس انہوں نے حضرت مسیح کے متعلق جب یہ لکھا ہوا دیکھا۔ کہ وہ خدا کے بیٹے تھے۔ تو انہوں نے کچھ اپنے پرانے عقائد کی بنا پر اور کچھ لفظی غلطی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے انہیں حقیقی معنوں میں خدا تعالےٰ کا بیٹا قرار دے دیا۔ اب اگر اصل کتاب عبرانی میں ہی رہتی۔ تو چونکہ عبرانی محاورہ میں اس کے معنی پیارے کے ہیں۔ اس لئے ان الفاظ سے کسی کو دھوکا نہ لگتا۔ اور نہ شرک کا عقیدہ پھیلتا۔ اسی طرح

ہندوؤں میں اوتار کا لفظ

ہے۔ یہ بھی ہندوؤں کا ایک محاورہ ہے۔ لیکن اگر اس کا اردو یا پنجابی میں ہم لفظی ترجمہ کریں۔ تو اس کے معنی یقیناً نبی کے نہیں رہ سکتے۔ بلکہ ایسے معنی بن جاتے ہیں۔ جس میں خدا تعالےٰ کے نزول اور حلول کو بعض اجسام میں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ تو

تراجم کا ایک بہت بڑا نقص

یہ ہے۔ کہ زمانہ کے تغیرات کے ساتھ ساتھ مذاہب میں بھی تغیر آ جاتا ہے۔ اور عقائد تک بدل جاتے ہیں۔ اور اسکی وجہ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ بعض محاورے ایک ملک میں ہوتے ہیں۔ مگر دوسرے میں نہیں۔ اردو میں ہی محاورہ ہے۔ کہتے ہیں۔ فلاں شخص کی آنکھ بیٹھ گئی۔ اب جب بھی کوئی شخص یہ محاورہ سنتا ہے۔ وہ ہرگز یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ کسی شخص کی آنکھ کے پیر اور گھٹنے تھے۔ اور وہ ان گھٹنوں کو تہہ کر کے زمین پر بیٹھ گئی۔ بلکہ

آنکھ بیٹھنے کے معنی

ہر اردو دان یہی سمجھتا ہے۔ کہ آنکھ ضائع ہو گئی۔ لیکن اگر اس محاورہ کا انگریزی میں ہم لفظی ترجمہ کریں۔ تو یا تو لوگ یہ سمجھیں گے۔ کہ ہم پاگل ہو گئے۔ یا یہ کہیں گے۔ کہ یہ ان کا کوئی خاص عقیدہ ہوگا۔ مثلاً اگر ہم اسکی آنکھ بیٹھ گئی کا ترجمہ انگریزی میں یہ کریں۔ کہ ہز آئی سیٹ His eye sat تو لوگ یا تو یہ سمجھیں گے۔ کہ یہ ان کا عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنکھیں آدمی ہوتی ہیں۔ اور وہ بیٹھ بھی جایا کرتی ہیں۔ یا یہ کہیں گے۔ کہ کہنے والے پاگل ہیں۔ ان کے اندر اتنی بھی عقل نہیں۔ کہ یہ سمجھ سکیں۔ آنکھیں بیٹھا نہیں کرتیں۔ مگر

اردو جاننے والا

کوئی شخص اس غلطی میں مبتلا نہیں ہوگا۔ وہ یہ فقرہ سنتے ہی کہہ دے گا۔ کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ آنکھ جاتی رہی۔ تو ترجمے میں مفہوم چونکہ کچھ کا کچھ بدل جاتا ہے۔ اس لئے اصل کو نظر انداز کر کے ترجمہ رائج کر دینا مذہب کو بگاڑ دینے کا موجب ہو جاتا ہے۔

پس خالی ترجمے پر ایسی صورت میں انحصار رکھنا جبکہ اصل الفاظ ساتھ نہ ہوں۔ ایک نہایت خطرناک بات ہے۔ اور خالی اصل الفاظ کو رٹنا جبکہ اس کا ترجمہ انسان کو نہ آتا ہو۔ یہ بھی کوئی مفید بات نہیں۔

مکمل فائدہ

انسان کو اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ جبکہ اسے عربی بھی آتی ہو۔ اور اس عربی کا ترجمہ بھی آتا ہو۔ جب وہ قرآن کو عربی میں پڑھے۔ اور اپنی زبان میں اس کا مطلب سمجھے۔ نماز کو عربی میں ادا کرے اور ساتھ ہی نماز کا مفہوم بھی سمجھتا جائے۔ اور ذکر الٰہی بھی عربی میں کرے۔ مگر ذکر الٰہی کے ساتھ ساتھ اس کے مطالب سے بھی آگاہ ہوتا چلا جائے۔ اگر ہم اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو جائیں۔ تو دشمن کا اعتراض بھی جاتا رہتا ہے۔ اور قوم کو فائدہ بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں ہم دشمن سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ تمہارا یہ اعتراض کہ مسلمان محض الفاظ کو رٹتے ہیں۔ حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتے۔ درست نہیں۔ کیونکہ ہم میں سے ہر شخص نماز کا ترجمہ جانتا ہے۔ اور جو کچھ وہ نماز میں کہہ رہا ہوتا ہے۔ اس کے مفہوم کو وہ خوب سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں صرف ترجمے سے تم کو دھوکا لگ سکتا ہے۔ مگر ہمیں اس قسم کا کوئی دھوکا نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ اصل زبان بھی قائم رہتی ہے اور اگر ترجمہ میں کوئی غلطی ہو۔ تو اصل زبان کو دیکھ کر اس غلطی کو دور کیا جا سکتا ہے۔

پس عربی زبان کا رواج خواہ نماز میں ہو۔ خواہ تلاوت قرآن میں۔ مذہب کو اس کی اصل صورت میں قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اور

نماز اور قرآن کے ترجمے کا رواج

روحانیت کے قیام کے لئے ضروری ہے اگر ہم خالی ترجمے لے لیں۔ تو علم بے شک بڑھتا رہے گا۔ لیکن مذہب گھٹ جائے گا۔ اور اگر خالی لفظ لے لیں۔ تو مذہب بے شک محفوظ رہے گا۔ مگر علم گھٹ جائے گا۔ کامل فائدہ تبھی حاصل ہو سکتا ہے۔ جب مذہب بھی محفوظ ہو۔ اور علم بھی قائم ہو۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب لفظ بھی قائم رہیں۔ اور ان کا ترجمہ بھی انسان کو آتا ہو۔ جب یہ دونوں چیزیں حاصل ہو جائیں۔ تو مذہب اور اہل مذہب دونوں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا نہ تو وہ قومیں مقابلہ کر سکتی ہیں۔ جو ترجمہ ہی ترجمہ جانتی ہیں۔ اصل الفاظ کو بھلا بیٹھی ہیں۔ اور نہ وہ قومیں مقابلہ کر سکتی ہیں۔ جو اصل الفاظ کو تو رٹتی رہتی ہیں۔ مگر معانی اور مفہوم سے بے خبر ہوتی ہیں۔ غرض یہ

ایک اہم سوال

ہے۔ جس کا خیال رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے دوست اسکی طرف خاص طور پر توجہ رکھیں گے۔ جب وہ یہ قدم اٹھا لیں گے۔ اور نماز با ترجمہ سیکھ جائیں گے۔ تو بہت سے مخلصین کو اللہ تعالےٰ سارا قرآن با ترجمہ پڑھنے کی توفیق دے دیگا کیونکہ انسان جب نیکی کے راستہ میں ایک قدم اٹھاتا ہے۔ تو ہمیشہ اسے دوسرا قدم اٹھانے کی بھی توفیق دی جاتی ہے۔

مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ ہم پڑھ ہی نہیں سکتے۔ میں ایسے دوستوں سے کہتا ہوں کہ یہ

شیطانی وسوسہ

ہے۔ جو ان کے دل میں پیدا ہوا ہے۔ بے شک اس قسم کی بات کہنے والے پانچ دس سے زیادہ آدمی نہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ زندہ قوموں میں ایک آدمی بھی ایسی غلطی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔

یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ دوسرا تو اپنے کام کا حرج کر کے پڑھانے آتا ہے۔ مگر پڑھنے والا کہتا ہے۔ کہ مجھے اسکی ضرورت نہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ کہ کوئی سرد ملک کا رہنے والا شخص جیٹھ ہاڑھ کے دنوں میں سخت دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور پاس ہی مکانات تھے۔ قریب سے کوئی شخص گزرا۔ تو اس نے کہا۔ میاں تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ سایہ میں کیوں نہیں بیٹھ جاتے۔ یہ سنکر اس نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ اور کہا میں بیٹھ تو جاتا ہوں۔ مگر تم مجھے دو گے کیا؟ یہ بھی ایسی ہی حماقت ہے۔ پڑھنے میں آخر تمہارا اور تمہاری نسلوں کا فائدہ ہے۔ کسی اور کا اس میں کیا فائدہ ہے۔ جب تم پڑھ جاؤ گے۔ تو تم اس بات پر تیار ہو جاؤ گے۔ کہ اپنی

آئندہ نسلوں کو تعلیم دلاؤ

اور اگر تم انہیں تعلیم نہ بھی دلاؤ گے۔ تب بھی وہ کہیں گے۔ کہ ہمارا باپ اتنا پڑھا ہوا تھا۔ ہمیں بھی اسی قدر ضرور تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ اس طرح علم کا تسلسل قائم رہے گا۔ اور جن نقائص کی طرف لوگ انہیں توجہ دلائیں گے۔ ان کو دور کرنے کے لئے وہ تیار رہیں گے۔

پس میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہم میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہوگا۔ جو یہ کہے۔ کہ میں پڑھنا نہیں چاہتا۔ اور اگر کوئی شخص ایسا کہتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کا ذہن بالکل مردہ ہے۔ اور یہ حالت ہمارے اندر نہیں ہونی چاہیئے۔

پس میں چونکہ لاہور سے ابھی آ رہا ہوں۔ اور

مسجد میں پونے تین بجے کے قریب پہنچا ہوں۔ اسلئے میں اس سے زیادہ خطبہ نہیں پڑھ سکتا۔ مگر میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوست اس قدر اس مضمون سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس پر

جوش سے عمل کرنے کی کوشش

کریں گے۔ میں نے ایک تو یہ کہا ہے۔ کہ دارالصحت والوں کو پڑھانے کے لئے دوستوں کی خدمات کی ضرورت ہے۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس غرض کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ دوسرے میں نے تعلیم و تربیت والوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ اس سال کم سے کم ایک وظیفہ دارالصحت کے کسی بچہ کو تعلیم دلانے کے لئے جاری کر دیں۔ اور جب تک اسے اعلےٰ تعلیم حاصل نہ ہو جائے۔ اس وقت تک یہ وظیفہ جاری رکھیں۔

پھر میں نے نماز کا ترجمہ اور قرآن ناظرہ پڑھانے کے متعلق اپنی سکیم کا ذکر کیا ہے۔ اور میں نے توجہ دلائی ہے۔ کہ جنہوں نے اپنے آپ کو پڑھانے کے لئے پیش کیا ہے۔ وہ ہمت اور استقلال سے پڑھائیں۔ اور جنہوں نے پڑھنا ہے۔ وہ بھی استقلال سے پڑھیں۔ کیونکہ اسی پر ان کی روحانیت کا دارومدار ہے اسی طرح میں نے کہا ہے۔ کہ جن لوگوں نے یہ کہا ہے۔ کہ وہ نہیں پڑھ سکتے۔ یا اپنی پڑھائی کے لئے وہ وقت نہیں نکال سکتے۔ انہیں اپنی ضد چھوڑ دینی چاہیئے۔ اور خدا تعالےٰ پر توکل کر کے اس کام کو شروع کر دینا چاہیئے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کا حافظہ کمزور ہے۔ تو اپنی طرف سے وہ بہر حال کام شروع کر دیں۔ خدا تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔ اور اگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ انہیں اور بہت سے دنیوی کام ہیں۔ اور اگر وہ اس طرف توجہ کریں گے۔ تو ان کاموں کو نقصان پہنچے گا۔ تو بھی انہیں چاہیئے۔ کہ وہ خدا پر توکل کرتے اور اسکی مدد پر بھروسہ رکھتے ہوئے یہ کام شروع کر دیں۔ یہ ایک نیک کام ہے۔ اس میں کسی کو پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ (الفضل)

دارالکتب قادیان

آپ کی سہولت کے لئے ماہ رواں مئی ۳۹ء سے احمدیہ چوک میں یہ کتب خانہ کھولا گیا ہے آپ سلسلہ کی ہر ایک کتاب قرآن مجید و حمائل وغیرہ اس کتب خانہ سے طلب فرمائیں۔

(منیجر دارالکتب قادیان)

تحریک جدید کا جماعت احمدیہ کے اخلاق پر اثر

(از مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر مولوی فاضل نائب مدیر الفضل)

(۱)

غریبوں کو حقیر اور ذلیل سمجھنا اور ان کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھ کر اپنے آپ کو ان سے کوئی الگ ہستی قرار دینا ایک اتنی تباہ کن عادت ہے۔ کہ کوئی فہیم اور سمجھدار انسان اس کے مفاسد اور مضرات کو ایک لمحہ کے لئے بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ مزدور اور سرمایہ دار کا جھگڑا جو آج بلائے بے درماں کی طرح اقوام عالم پر مسلط ہے۔ اسکی تہ میں یہی راز مضمر ہے۔ کہ

سرمایہ دار اور مزدور

ایک دوسرے سے الگ الگ رہتے ہیں اور وہ آپس میں برادرانہ اخوت پیدا کرنے کی بجائے۔ ایک دوسرے کی تخریب اور تباہی کے درپے رہتے ہیں۔ اور اگر بالفرض کبھی ایک مجلس میں ان کو بیٹھنے کا اتفاق بھی ہو۔ تو امیر اپنے کپڑے سنبھالے رہتا ہے۔ کہ کہیں ان پر کوئی داغ دھبہ نہ لگ جائے۔ اور غریب اس ڈر کے مارے الگ بیٹھا رہتا ہے کہ اگر میں اس امیر کے قریب بیٹھا۔ تو نہ معلوم یہ مجھے کن غضب آلود نگاہوں سے دیکھے۔ اور میرے قریب بیٹھنے کو اپنی ہتک اور ذلت قرار دے۔ پس وہ اتحاد جو ترقی کے مینار پر پہنچانے کا پہلا زینہ ہے۔ اس پر کبھی کوئی قوم اپنا قدم نہیں رکھ سکتی۔ جب تک وہ یہ عہد نہ کرے۔ کہ

امارت و غربت

کے امتیاز کو وہ دُور کر دیگی۔ اور تعلقات کو محدود رکھنے کی بجائے ان میں زیادہ سے زیادہ وسعت پیدا کرنے کی کوشش کرے گی اور تعلقات میں یہ وسعت اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک امیر اور غریب کو آپس میں ملانے کی کوئی شاہراہ تجویز نہ کی جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ دنیا کی آبادی کا کثیر حصہ غرباء پر مشتمل ہے۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ قومی کاموں کے لئے صرف تعداد اور جتھے کی ہی نہیں۔ بلکہ روپیہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ امراء کے پاس ہوتا ہے۔ اب اگر امیر اور غریب آپس میں متحد ہو جائیں۔ تو نہ صرف کثرت تعداد کی بناء پر قوم کو فتحیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ کام بھی سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔ جو مال و دولت اور روپیہ کے متقاضی ہوتے ہیں۔ لیکن اگر امیروں اور غریبوں میں بعد المشرقین ہو۔ تو نہ غریبوں کی کثرتِ تعداد کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ اور نہ امیروں کی امارت قوم کو کوئی فائدہ دے سکتی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہوں گی۔ اور الگ الگ ہونے کی وجہ سے ان میں وہ طاقت نہیں ہوگی۔ جو مجموعی طور پر حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر

روپیہ اور جتھا

دونوں قوتیں کسی قوم کو حاصل ہوں۔ تو وہ کبھی بھی ترقی کے حصول سے محروم نہیں رہ سکتی۔ اس کے علاوہ تعلقات کی وسعت اس طرح بھی ہوتی ہے۔ کہ ایک دوسرے کی دعوتیں کی جائیں۔ اور انہیں تحفے تحائف بھیجے جائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپس کی محبت کے ازدیاد کے جو طریق بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک طریق آپ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے۔ کہ ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو۔ کیونکہ اس طرح محبت بڑھتی ہے۔ پس ازدیاد محبت کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے۔ کہ ایک دوسرے کی

دعوت کی جائے

اور آپس کے تعلقات کو بڑھایا جائے۔ لیکن اگر امارت و غربت میں امتیاز ہو۔ تو غریب آدمی امیر کی دعوت کرنے سے ہچکچائیگا۔ اور کہے گا۔ یہ پانچ پانچ کھانے کھانے والا آدمی ہے۔ میرے اندر اتنی کہاں ہمت ہے۔ کہ پانچ کھانے تیار کر سکوں۔ اور اگر معمولی کھانا تیار کر کے اسے بلاؤں بھی۔ تو ممکن ہے۔ یہ اپنی ہتک سمجھے۔ اس کے مقابلہ میں امراء بھی اس قسم کی دعوتوں کو قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے کسی غریب کی دعوت قبول کر لی۔ تو اس کو اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا پڑے گا۔ اور اس طرح وہ زیر بار ہو جائے گا۔ پس اس امتیاز کے نتیجہ میں ایک تو وہ اتحاد پیدا نہیں ہوتا۔ جو قومی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ دوسرے آپس کے تعلقات محبت میں بھی کمی رہتی ہے۔ جو رفتہ رفتہ

حقارت اور نفرت

سے بدل جاتی ہے۔ تیسرا نقصان اس کا یہ ہے۔ کہ امیروں کے اندر تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو دنیا جہان سے کوئی نرالی مخلوق سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن اگر امارت و غربت کا امتیاز جاتا رہے۔ تو نہ عدم اتحاد کا کوئی شکوہ رہے۔ نہ تعلقات کے محدود رہنے کا کوئی سوال پیدا ہو۔ نہ فخر اور تکبر کی کوئی صورت رونما ہو۔ اور اس طرح اخلاقی طور پر قوم کا معیار بہت بلند ہو جائے۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تحریک جدید کو جاری فرما کر جماعت احمدیہ میں جو عظیم الشان احسان فرمایا ہے۔ اس کا اخلاقی فائدہ جماعت کو یہ حاصل ہؤا ہے۔ کہ امارت و غربت کے امتیاز کو دور کرنے کا مادہ اس میں پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس تحریک کے ماتحت ہر شخص اس بات کا طوعی طور پر پابند ہے۔ کہ وہ

ایک کھانا کھائے اور سادہ لباس پہنے

اب خواہ ہماری جماعت میں کوئی کروڑ پتی ہو۔ تب بھی وہ اس تعلیم کے ماتحت اس بات پر مجبور ہے۔ کہ ایک کھانا کھائے۔ اور لباس میں سادگی اختیار کرے۔ اور غرباء تو پہلے ہی ایک کھانا کھاتے اور لباس نہایت سادہ رکھتے ہیں۔ پس جب امراء میں یہ سادگی پیدا ہو جائے گی۔ تو لازماً ان میں اور غرباء میں کوئی تنافر اور بُعد نہیں رہے گا۔ اور وہ ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھیں گے پھر اگر کوئی غریب احمدی کسی امیر دوست کی دعوت کرنا چاہیگا تو بخوشی کر سکے گا۔ کیونکہ وہ خیال کرے گا۔ کہ یہ شخص اپنے گھر میں بھی ایک کھانا ہی کھایا کرتا ہے۔ اگر ایک دن میرے ہاں آ کر اس نے ایک کھانا کھا لیا۔ تو اس میں کیا حرج ہو جائیگا۔ پس تحریک جدید کا ایک بہت بڑا اخلاقی فائدہ جماعت احمدیہ کو یہ حاصل ہؤا ہے۔ کہ امارت و غربت کا امتیاز اس کے اندر سے جاتا رہا ہے۔ اتحاد قومی کی اہمیت کو اس نے سمجھ لیا ہے۔ اور غرور و تمکنت اور فخر و مباہات کے خیالات اس سے دور ہو گئے ہیں۔ اور درحقیقت یہ اتنا بڑا فائدہ ہے۔ کہ اس پر جماعت جسقدر بھی اللہ تعالےٰ کے احسانات کی شکرگذار ہو۔ کم ہے۔

(۲)

کسل ایک بدترین مرض ہے۔ جو انسانی

روح کو دیمک کی طرح کھا جاتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو ادعیہ ماثورہ ہیں۔ ان میں یہ دعا بھی شامل ہے۔ کہ الٰہی مجھے کسل سے بچا۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ سستی انسان کو بہت سے نیکی کے کاموں سے محروم کر دیتی ہے۔ انسان خیال کر لیتا ہے۔ کہ ابھی بہت سا وقت باقی ہے۔ اگر اس وقت میں نے کسی نیکی کی طرف توجہ نہیں کی۔ تو کیا ہُوا۔ کسی دوسرے وقت توجہ کر لوں گا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وقت گذر جاتا ہے۔ اور انسان کفِ افسوس ملتا رہتا ہے۔ تحریک جدید کے ذریعہ جماعت کو جو عظیم الشان اخلاقی فوائد پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ کسل کا مرض جماعت سے دور ہو گیا ہے۔ چنانچہ تحریک جدید کے چندوں کا وعدہ لکھانے کی ہمیشہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے

ایک تاریخ مقرر کر دی جاتی ہے

اور کہا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے اس تاریخ تک اپنا وعدہ بھجوا دیا۔ تو اسے اس تحریک میں شامل کر لیا جائے گا۔ لیکن اگر کسی نے اس تاریخ کے بعد وعدہ بھجوایا تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ پس اس کا فائدہ یہ ہُوا۔ کہ جماعت میں ہوشیاری اور بیداری پیدا ہو گئی۔ اور اس کے اندر جو کسل کا مادہ تھا۔ وہ جاتا رہا۔ اگر تاریخوں کی تعیین نہ کی جائے۔ تو نتیجہ یہ ہو۔ کہ کوئی شخص کہے۔ کہ میں جنوری میں وعدہ کر دوں گا۔ کوئی کہے میں فروری میں کرونگا۔ کوئی کہے میں مارچ میں کر دوں گا۔ اور اس طرح ممکن ہے۔ وہ سال بھر لیت و لعل کرتا رہے۔ اور نیکی سے محروم رہ جائے۔

(۳)

صفائی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کا نہ صرف جسم کے ساتھ تعلق ہے۔ بلکہ روح بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ اسلام نے عبادت کے جو احکام دیئے ہیں۔ ان میں یہی حکمت کام کر رہی ہے۔ کہ اسلام کے نزدیک گندگی نہ صرف جسم کو مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ بلکہ روحانی لحاظ سے بھی قُرب کے مراتب کے حصول میں روک بن جاتی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک جدید سے جماعت احمدیہ کو یہ عظیم الشان فائدہ بھی پہنچا ہے۔ کہ وہ صفائی کی طرف ہمہ تن مشغول ہو گئی ہے۔ چنانچہ تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک مطالبہ یہ بھی ہے۔ کہ

ہاتھ سے کام

کر کے اونچی نیچی جگہیں ہموار کی جائیں۔ گڑھوں کو پُر کیا جائے۔ نالیوں کو صاف کیا جائے۔ اس طرح حضور نے تمام جماعتوں کو یہ نصیحت فرمائی ہے۔ کہ ہر جگہ کی جماعت اپنے اپنے گاؤں اور مکان کو ایسا صاف رکھے۔ کہ دُور سے دیکھتے ہی لوگ پہچان جائیں۔ کہ یہ کوئی احمدی گاؤں ہے۔ پس تحریک جدید سے جماعت کی نظافت میں بھی ایک حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ اور گندگی اور غلاظت سے تنفر کا جذبہ جماعت کے ہر چھوٹے بڑے آدمی کے دل میں راسخ ہو گیا ہے۔

(۴)

ہمارے ملک کے اخلاق بگاڑنے میں جہاں ناولوں اور ان رسالوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ جن میں ادبیت کے جامہ میں نوجوانوں کے اخلاق پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے۔ وہاں سینما کا بھی بہت بڑا اثر ہے۔ بے شک بعض اخلاقی ڈرامے بھی ہوتے ہیں۔ مگر بحیثیت مجموعی کبھی کوئی فلم قبولیت کا جامہ پہن کر پردۂ سٹیج پر اس وقت تک نہیں آتی۔ جب تک اس میں ناچ رنگ اور مخرب اخلاق حرکات شامل نہ ہوں۔ برہنہ اور نیم برہنہ تصاویر نوجوانوں کو دکھائی جاتی ہیں۔ اور اس طرح ان کے شہوانی جذبات کو ابھارا جاتا اور نہ صرف اخلاقی لحاظ سے ان کو تباہ کیا جاتا ہے بلکہ مالی لحاظ سے بھی انہیں مفلس و قلاش بنایا جاتا ہے۔

سینما دیکھنے کا چسکہ

بعض لوگوں میں تو اس قدر بڑھ جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے کپڑے اور اسباب تک بیچ کر سینما کا ٹکٹ خرید لیتے ہیں۔ اور تماشہ کے پردہ میں وہ اپنے اخلاق کا دیوالہ نکال دیتے ہیں۔ پس سینما کا اخلاق پر نہایت ہی مہلک اثر پڑتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ کوئی شخص بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ تحریک جدید کے ان اثرات میں سے جو جماعت احمدیہ کے اخلاق پر پڑے۔ ایک نہایت ہی خوشگوار اثر یہ ہے۔ کہ جماعت نے سینما دیکھنا بالکل ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا جماعت سے یہ مطالبہ ہے۔ کہ جماعت سینما نہ دیکھے۔ اور جماعت کے تمام افراد حتی الوسع اس حکم پر پوری مستعدی کے ساتھ عمل پیرا ہیں۔

(۵) اخلاق کو جن چیزوں نے خطرناک طور پر نقصان پہنچایا ہے۔ ان میں سے ایک فیشن بھی ہے۔ اندھا دھند فیشن کی تقلید کی جاتی ہے۔ اور کبھی غور نہیں کیا جاتا۔ کہ اس تقلید کا نتیجہ کیا ہے۔ عورتوں میں خصوصیت سے یہ مرض ہوتا ہے۔ کپڑوں پر نت نئے فیتے ٹانکے جاتے ہیں۔ اونچی ایڑی کی گُرگابیاں پہنی جاتی ہیں۔ گوٹے پر بلا دریغ مردوں کا روپیہ صرف کر دیا جاتا ہے۔ اور لباس کو تن ڈھانکنے کے لئے نہیں بلکہ

زینت اور نمائش

کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ایک حد تک عورتوں کو ان باتوں میں حصہ لینے کی اجازت ہے۔ مگر اسی حد تک جس حد تک نسوانیت کی آب قائم رہے جب یہ زینت۔ زینت سے نکل کر فیشن کے جنون کا رنگ اختیار کرے۔ تو اس وقت اسے قطعاً برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اور یقیناً حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے۔ کہ حضور نے تحریک جدید کے مطالبات میں اس امر کو بھی شامل فرما کر اخلاق کی نگہداشت کے فرض کو بکمال خوبی سر انجام دیا۔ چنانچہ آپ کا یہ حکم کہ عورتیں گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ سے بچیں۔ درحقیقت اسی فیشن کی وبا کے خلاف جہاد ہے۔ اور اخلاقی نقطہ نگاہ سے بے حد قابل قدر اور لائق اقتداء

(۶)

پابندیٔ عہد بھی ایک ایسا خُلق ہے۔ جس کا ہر مومن میں پایا جانا ضروری ہے۔ مگر اس عہد کی محافظت بھی تحریک جدید کر رہی ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بارہا فرما چکے ہیں۔ کہ تحریک جدید میں جو وعدہ بھی کوئی شخص کرے۔ اسے بہر حال پورا کرے۔ اور اگر پورا نہ کر سکے۔ تو مجھ سے معافی لے لے۔ تاکہ آئندہ وہ اس امر کو سمجھ جائے۔ کہ یا تو عہد کرنا ہی نہیں چاہیئے۔ اور اگر کیا جائے۔ تو اسے بہر حال پورا کیا جائے۔ پس تحریک جدید کے ذریعہ جماعت کے اندر

پابندیٔ عہد

کا مادہ بھی شاندار طور پر ترقی کر رہا ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے بعد میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے معافی بھی لے لیتا ہے۔ تو وہ سمجھ جاتا ہے۔ کہ عہد کرتے وقت دیانت اور سچائی سے کام لینا چاہیئے۔

(۷)

اخراجات میں کفایت کا تعلق بھی اخلاق کے ساتھ نہایت گہرا ہے۔ اگر کوئی شخص کفایت سے کام نہیں لیتا۔ تو لازماً وہ مسرف ہے۔ اور اسراف ایک ایسا مادہ ہے۔ جو اخلاق کے قطعی طور پر منافی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کفایت سے کام لینے کا عادی ہے۔ تو وہ روپیہ بچا کر اپنے بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کر سکے گا۔ غریبوں کی مدد بھی کر سکے گا۔ اسلام کی مدد اور اسکی اشاعت کے لئے بھی اپنے روپیہ کو صرف کر سکے گا۔ اس طرح کفایت کے نتیجہ میں وہ سوال کرنے سے بچ جائے گا۔ قرضہ بھی کسی سے نہیں لیگا۔ اور اس طرح ذہنی طور پر وہ دوسرے کا قیدی اور غلام نہیں بنیگا۔ لیکن یہ

کفایت کا سبق

بھی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ نے تحریک جدید کے ذریعہ ہی جماعت کو دیا۔ چنانچہ تحریک جدید کے یہ مطالبات کہ آرائش و زیبائش پر بے جا خرچ نہ کیا جائے۔ ولیمہ میں زیادہ لوگ نہ بلائے جائیں۔ زیورات کثرت سے نہ بنائے جائیں۔ پھیری والوں سے عورتیں کپڑے نہ خریدیں۔ جہیز میں لڑکیوں کو بجائے کثرت سے زیور اور کپڑے دینے کے روپیہ دے دیا جائے۔ اسی لئے ہیں۔ کہ جماعت کے اندر کفایت کا مادہ پیدا ہو۔ اسی طرح تحریک جدید کے

امانت فنڈ

میں روپیہ جمع کرنے کا ارشاد بھی اسی لئے ہے۔ کہ جماعت اپنے اخراجات میں کفایت سے کام لے اور اسراف کی عادت سے بچے۔ پس تحریک جدید کا ایک اخلاقی فائدہ جماعت احمدیہ کو یہ حاصل ہُوا ہے۔ کہ اس کے اندر کفایت کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور اسراف کے میدان میں قدم رکھنے سے وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بچ گئی ہے۔

(۸)

مشکلات کا مقابلہ بھی انسان کے اندر بہت سے لطیف اخلاق پیدا کر دیتا ہے۔ بزدلی۔ دُون ہمتی کمزوری۔ پست فطرتی۔ عدم ذہانت یہ تمام امور محض اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ انسان مشکلات برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ مشکلات برداشت کرنے کا عادی ہو۔ تو اسکے اندر جرأت ہوتی ہے۔ عزم ہوتا ہے۔ ذہانت ہوتی ہے۔ اس کے اندر استقلال ہوتا ہے۔ اس کے اندر امید ہوتی ہے۔ اور وہ بڑے سے بڑے خطرے سے بھی نہیں گھبراتا۔ پس

مشکلات کے مقابلہ کا مادہ

ہر مومن کے اندر ہونا ضروری ہے۔ اسکو بھی تحریک جدید ہی جماعت احمدیہ کے اندر پیدا کر رہی ہے۔ چنانچہ کھانے میں سادگی

لباس میں سادگی

اور وطن چھوڑ کر غیر ممالک میں اعلائے کلمۂ اسلام

یا تجارت وغیرہ کے لئے نکل جانے کی تحریک اسی لئے ہے۔ کہ جماعت ان تمام مشقتوں کو برداشت کرنے کی عادی ہو جائے۔ اگر کبھی کھانے کی تکلیف اسے پہنچے۔ تو وہ اس تکلیف کو برداشت کرے۔ اچھا لباس نہ ملے تو سادہ لباس میں ہی گذارہ کر سکے۔ وطن سے نکلنا پڑے۔ تو خوشی خوشی اسے چھوڑ دے۔ پس تحریک جدید جماعت کی اخلاقی قوتوں کو اندر ہی اندر حیرت انگیز طور پر نشوونما دے رہی ہے۔

(۹)

غداری ایک بہت بڑا جرم ہے۔ جو انسانیت کے ماتھے پر کلنک کی صورت میں رونما ہوتا ہے غدار بعض دفعہ حکومتوں تک کا تختہ الٹ دیتے ہیں۔ مگر جانتے ہو۔ یہ غداری کیوں پیدا ہوتی ہے۔ غداری محض اس لئے پیدا ہوتی ہے۔ کہ انسان ہاتھ سے کما کر کھانے کا عادی نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کے اگلے ہوئے نوالے اپنے منہ میں بھرنے کا خوگر ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو بعض دفعہ پانچ دس روپے بھی مل جائیں۔ تو وہ بڑی بڑی شرمناک حرکات کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر جماعت میں سے ہر شخص خود اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے کا عادی ہو۔ تو اس کے کسی فرد کو خواہ لاکھ روپیہ بھی کسی کی طرف سے ملے۔ اسے کہا جائے۔ کہ یہ لاکھ روپیہ لے لو۔ اور فلاں

غداری کا ارتکاب

کر لو۔ تو وہ ان لاکھ روپوں پر تھوک دیگا۔ کیونکہ وہ اس بات کا عادی ہوگا۔ کہ خود کما کر کھائے۔ پس غداری ایک بہت بڑا مرض ہے جو قوموں کو ہلاک کر دیا کرتا ہے۔ مگر تحریک جدید میں جماعت کو اس مرض سے بھی بچانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس تحریک کے ضمن میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بارہا فرما چکے ہیں۔ کہ ہر شخص ہاتھ سے کما کر کھائے۔ اور خواہ ادنےٰ سے ادنےٰ پیشہ اسے ملے۔ اسے بخوشی قبول کرے۔ مگر

بے کار بیٹھ کر

روٹیاں توڑنا چھوڑ دے۔ اس کے نتیجہ میں یقیناً جماعت کو اخلاقی لحاظ سے ایک بلندی حاصل ہو گئی ہے۔ اور اگر جماعت کا ہر فرد اس پر عمل پیرا ہو۔ تو کبھی کوئی غدار ہماری جماعت میں خدا تعالےٰ کے فضل سے پیدا نہ ہو۔

(۱۰)

مغربیت اس وقت اژدہا بن کر دنیا کو ڈستی چلی جا رہی ہے۔ نوجوانوں کو دیکھو تو وہ۔ اور لڑکیوں کو دیکھو تو وہ سب مغربیت کے دریا میں غوطے کھا رہے ہیں۔ مگر تحریک جدید حوادث کے اس طوفان سے بھی جماعت احمدیہ کو نکال رہی ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کا یہ مطالبہ کہ جماعت کے نوجوان خدمت دین کے لئے اپنی

زندگیاں وقف کریں

اور اسلامی تمدن کا احیاء کریں۔ اسی لئے ہے۔ کہ مغربیت کا قصر پیوند زمین کر کے اسکی جگہ اسلامی محل کی شاندار تعمیر کی جائے۔

(۱۱)

نظام کے ماتحت کام کرنے کی عادت کا ہونا بھی انسانی اخلاق کو سنوارنے میں بہت بڑا اثر رکھتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا یہ احسان ہے۔ کہ تحریک جدید میں اس امر کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اس تحریک کے ماتحت جو تبلیغ اسلام ہو رہی ہے۔ اس میں کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص جو تنخواہ میں کم اور لیاقت میں بھی کم ہوتا ہے۔ وہ پہلے تبلیغ کے لئے جاتا اور امیر المجاہدین مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو لوگ وہاں جاتے ہیں۔ وہ خواہ علم اور پوزیشن زیادہ رکھتے ہوں انہیں پہلے شخص کے تابع کر دیا جاتا ہے۔ اور حکم دیا جاتا ہے۔ کہ فلاں امیر کے احکام کے ماتحت عمل کرو۔ اس طرح نہ صرف ناجائز بڑائی کی عادت جماعت میں سے مٹ رہی ہے۔ بلکہ

نظام کی پابندی

کی عادت بھی جماعت میں بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ جس کا قومی ترقی کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے۔

(۱۲)

انفرادی تربیت بھی اس تحریک کے ذریعہ حیرت انگیز طور پر ہو رہی ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ تحریک جدید کے ماتحت جب تبلیغ اسلام کے لئے باہر گئے۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ پہلے ہمارا خیال تھا۔ ہمیں احمدیت اور اسلام کے تمام مسائل سے واقفیت ہے۔ مگر جب باہر نئے نئے اعتراض ہوئے۔ تو ہمیں معلوم ہوا۔ کہ ہمارا مطالعہ بہت کم ہے۔ چنانچہ ہم نے پھر سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ اور اس طرح ہمارے علم میں بہت بڑا اضافہ ہوا۔ پس اس رنگ میں

جماعت کی فردی تربیت

ہو رہی ہے۔ اسی طرح اس رنگ میں بھی تربیت ہو رہی ہے۔ کہ شہری آدمی جب کسی گاؤں میں تبلیغ پر مقرر ہوتا ہے۔ تو اسے محنت و مشقت سے زندگی بسر کرنے کا عادی ہونا پڑتا ہے۔ اور دیہاتی جب کسی شہر میں تبلیغ کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ تو وہاں کے اخلاق و عادات سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ غرض فردی تربیت بھی تحریک جدید کا ایک اہم کارنامہ ہے۔

(۱۳)

قربانی کی روح بھی اسی تحریک کی برکت سے جماعت میں پیدا ہو رہی ہے۔ کیونکہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کا جماعت سے یہ مطالبہ ہے۔ کہ نوجوان اپنی زندگیاں خدمتِ اسلام کے لئے وقف کریں۔ اور اپنی زندگیوں کو اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ اسلام کے لئے خرچ کریں۔

(۱۴)

نکمّا پن بھی اسی تحریک کی برکت سے دُور ہو رہا ہے۔ کیونکہ حضور کا مطالبہ ہے۔ کہ پنشنر فارغ نہ رہیں۔ بلکہ اپنے اوقات کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کریں۔

(۱۵)

بیکاری کے خلاف بھی اسی تحریک کی برکت سے جماعت میں ایک جہاد جاری ہے۔ اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں۔ کہ اگر ایک گریجوایٹ بیکار ہے۔ تو اس سے ہزاروں درجے زیادہ مزدور اچھا ہے۔ جو ٹوکری ڈھو کر اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ بیکار ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے

طاعون یا ہیضے کا کیڑا

جس طرح طاعون اور ہیضہ کے جراثیم ہزاروں کو مبتلائے امراض کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک بے کار اور کئی لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر سب کو قوم کے لئے ایک مستقل بار بنا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ

تاش شطرنج

اور اسی قسم کی اور بیسیوں کھیلیں محض بیکاری کا نتیجہ ہیں۔ پس حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی اس تحریک جدید کا ایک اخلاقی اثر جماعت پر یہ ہے۔ کہ بیکاری ہماری جماعت میں سے رفتہ رفتہ کم ہو رہی ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے کسی دن ایک بے کار بھی ہماری جماعت میں نہیں رہے گا۔ جس سے نہ صرف اخلاقی لحاظ سے ایک تغیر پیدا ہو جائے گا۔ بلکہ سلسلہ کو مالی لحاظ سے بھی بہت بڑا فائدہ پہنچیگا۔

(۱۶) **سزا کا برداشت کرنا** بھی قومی ترقی کے لئے ایک اہم چیز ہے۔ اور اس کا بھی تحریک جدید میں خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے چنانچہ حضرت امیر المؤمنین کی طرف سے وقف زندگی کی جو شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے۔ کہ اگر کسی واقف زندگی سے کوئی قصور سرزد ہوگا۔ تو وہ سزا برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے گا۔ اس کے نتیجہ میں نہ صرف آئندہ کے لئے چستی اور محنت سے کام کرنے کا ملکہ انسان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ بلکہ

گناہوں سے نفرت

بھی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب کسی کو معلوم ہو۔ کہ مجھے میرے قصور پر سزا ضرور ملے گی۔ تو وہ حتی الامکان اس کے ارتکاب کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ پس یہ تحریک قومی ترقی کا وہ سبق اپنے اندر پنہاں رکھتی ہے۔ جو درحقیقت ایک عظیم الشان سبق ہے۔ اور جسے تمام زندہ قومیں اپنا دستور العمل بنائے ہوئے ہیں۔

(۱۷)

تحریک جدید کے دورِ ثانی میں حضور نے جماعت کے سامنے جو مطالبات پیش فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک

دیانت کا مادہ

اپنے اندر پیدا کرنا بھی ہے۔ اور اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ اس کا تعلق بھی اخلاق کے ساتھ ہے۔ ہمارا تو رسول ہی امین تھا۔ پھر کس قدر افسوس ہوگا۔ اگر ہماری جماعت میں سے کوئی شخص امتِ محمدیہؐ میں سے کہلاتے ہوئے امانت کے خلاف کوئی حرکت کرے۔

(۱۸)

استقلال کا مادہ بھی تحریک جدید کے ذریعہ جماعت میں پیدا ہو رہا ہے۔ کیونکہ حسب منشاءِ الٰہی پہلے اس تحریک کا دور سہ سالہ رکھا گیا تھا۔ پھر دس سالوں تک اس دور کو ممتد کر دیا۔ تاکہ جماعت ایک لمبے عرصہ تک قربانیاں کرے۔ اور اس کے نتیجہ میں اس کے اندر وہ استقلال پیدا ہو جائے۔ جس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کیا کرتی۔

(۱۹)

آخری مگر سب سے اہم فائدہ اس تحریک کا جماعت کو یہ حاصل ہوا ہے۔ کہ اس کے اندر ایمان باللہ پیدا ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس تحریک کا

آخری مطالبہ دعا

ہے۔ کہ اپنی نظر اسباب سے اٹھا کر مسبب الاسباب پر رکھو۔ مخلوق کو دیکھنے کی بجائے خالق کو دیکھو اور اپنی تمام تدبیروں کو ہیچ سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ ح

ص کے آستانہ پر گر کر اسی کی نصرت اور مدد طلب کرو۔ پس اس تحریک کی برکت سے نہ صرف ظاہری فوائد جماعت نے حاصل کئے اور کر رہی ہے۔ بلکہ روحانی فائدہ بھی اس نے حاصل کیا۔ اور اسے

ط ... اس تحریک کی برکت سے وہ خدا مل گیا۔ جس کا ملنا انسانی زندگی کا منتہا ہے۔ اور جس کے قرب کے حصول میں ہماری زندگیوں کی واحد اور حقیقی غرض ہے۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

غیر مبایعین اور دیانتداری

(از مجاہد تحریک جدید سید شاہ محمد صاحب مبلغ جاوا)

کیا یہی وہ اشاعت قرآن مجید ہے جس پر آئے دن جناب مولوی صاحب پریذیڈنٹ غیر مبایعین اتراتے رہتے ہیں؟

خدا تعالےٰ کے مامور اور اس کے قائم کردہ مرکز اور شعائر اللہ سے کسی قوم کا دُور ہو کر جہاں جن فیوض اور برکات روحانی سے محروم ہو جانا ایک یقینی امر ہے۔ وہاں اس قوم یا افراد کا محسن کش ہونا اور ان میں سے دیانت اور امانت کا مفقود ہو جانا بھی ایک قطعی اور لابدی بات ہے۔ یہی حالت ہمارے ان بچھڑے ہوئے دیرینہ دوستوں غیر مبایعین کی اور ان کے امیر صاحب کی ہے۔ جو کہ کسی وقت صدی رواں کے مجدد۔ موجودہ زمانہ کے مامور اور نبی اللہ امام مہدی علیہ السلام کے دامن سے وابستہ رہ کر "صالح ہوا کرتے تھے"۔ اس مامور من اللہ کی وفات کے بعد بھی جس کو کہ وہ اس وقت "نبی آخر الزماں" اور "موجودہ زمانہ کا نجات دہندہ" اور "Prophet" (پرافٹ) یقین کرتے تھے۔ چھ سال کے طویل عرصہ تک سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول نور الدین اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات تک ہمارے یہ پیغامی دوست اور ان کے موجودہ امیر جو کہ وہ ایک وقت صالح ہوا کرتے تھے"۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بیعت اور مرکز کے ساتھ وابستہ رہے۔ اس وقت تک قوم نے بھی ان لوگوں کے سپرد جماعت کی کئی امانتیں کی ہوئی تھیں۔ بعض صدر انجمن کے ممبر تھے۔ اور وہ صاحب جن کی صالحیت میں شبہات کے بادل نمودار ہوئے جا رہے تھے۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سکرٹری جیسے عہدہ پر مقرر تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات کے قریب جبکہ ان لوگوں کے دلوں میں مرض نفاق کے جراثیم پیدا ہو چکے تھے۔ وہ اس قدر نشو و نما حاصل کر چکے تھے۔ کہ ان جراثیم نے سمندر پار کے علاقہ فرنگستان کے دیہہ ووکنگ میں رہنے والوں کے پھیپھڑوں کو بھی زخمی کر دیا۔ ان متعدی جراثیم کو سمندری لہروں کے تھپیڑے اور تند ہوائیں بھی ہلاک نہ کر سکیں تو آخر وہ گھڑی آ پہنچی۔ کہ T. B. Specialist ڈاکٹر مطلق نے ان خطرناک سل کے مارے ہوئے مریضوں کو لاعلاج کر کے اس سینی ٹوریم سے بھی نکال دیا۔ جہانکہ تمام دنیا کے مختلف امراض والوں کا علاج کیا جانا اس نے مقدر کر دیا تھا۔ اور جس کا یہ خود بھی طاعون کے ایام میں ذاتی تجربہ حاصل کر چکے تھے۔ لیکن مجبور تھے۔ کیونکہ "سلسلہ الہام کی قبولیت میں سب سے کچا مولوی" کا ڈپلوما مل چکا تھا۔ اسلئے اس حکیم و خبیر نے پہلے سے بعض نبضوں کو دیکھ کر ان کو خطرناک متعدی اور لاعلاج مریض سمجھ کر یہ فیصلہ فرما دیا تھا۔ کہ یہ گندے یہاں سے پیدا ہوں گے۔ اور پھر نکالے جائیں گے۔ وہ آسمانی الارم ان الفاظ میں تھا۔ کہ اخرج منہ الیزیدیون۔ اور شاید یہی وہ مواد ہے۔ جس پر جناب اختر حسین صاحب گیلانی پیغامی مبلغ نے مباحثہ راولپنڈی میں اپنے بیان میں فخراً بیان کیا ہے۔ کہ "علم قادیان سے نکل کر لاہور میں آ چکا ہے۔ اور قادیان میں صرف وہ چیزیں ہیں۔ جو مسیح موعود کو بدنام کر رہی ہیں"۔

لیکن شاہ صاحب کے علم نے تو خدا کی اس وحی کی طرف جانا ہی نہ ہوا۔ جس میں کہ قادیان کے رہنے والے پاک وجود کی نسبت اللہ تعالےٰ المسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرما چکا ہے۔ کہ

"...... اس کے ساتھ فضل ہے...... وہ کلمۃ اللہ ہے...... اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا..... مظہر الحق والعلاء...... جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نُور..... ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ ......اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔

9, Those upon whom favours are bestowed are according to (ali The four classes mentioned in 4:69 viz The prophets The truthful, the faithful, and the righteous (A.H). this shows that according to the holy Qurān, the favours that were bestowed upon the prophets the gift of Divine revelation being one of the chief of them, can still be bestowed upon the righteous who follow the right way."

یہاں جاوا میں مولوی صاحب کی انگریزی تفسیر کا ترجمہ اہل پیغام نے ہالینڈ زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ اور اس میں اس تشریح کو بالکل ہی اڑا دیا ہے۔ جو کہ انگریزی تفسیر میں زیر آیت انعمت علیہم ہے۔ یہ ہے غیر مبایعین کی دیانت۔ شاید اہل پیغام کا وہ عقیدہ جس کا انگریزی تفسیر میں دبی زبان میں کچھ کچھ اظہار کیا ہے۔ وہ انگریزی جاننے والے علاقوں کے لئے ہے۔ اور انگریزی نہ جاننے والے ممالک کے لئے اور ہی عقیدہ ہے۔ جس طرح عیسائیوں نے بائیبل میں اپنی مرضی کے مطابق علیحدہ ممالک کے لئے حسب ضرورت تغیر و تبدل کر دیا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح ہمارے غیر مبایعین دوستوں کا طریق بھی ہے کیا خوب اشاعت کی ہے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائی ہوئی تعلیم کی اور قرآن مجید کی۔ شاید یہی وہ علم ہے۔ جو کہ بقول اختر صاحب قادیان سے لاہور چلا گیا ہے۔ مبارک ہو اختر صاحب کو اور ان کے ساتھیوں کو یہ علم اور دیانت۔

صرف یہی نہیں بلکہ کئی اور مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً سورہ نور میں آیت استخلاف کی تفسیر کرتے ہوئے جناب مولوی صاحب نے اپنی انگریزی والی تفسیر میں حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجدد اور امت اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود ظاہر کرتے ہوئے اس طرح لکھا ہے۔ کہ اس آیت کی بناء پر حضور کا دعویٰ تھا۔ لیکن ہالینڈ زبان والے قرآن مجید میں خوب دیانت سے کام لیا ہے۔ کہ یہاں سے بھی یہ تفسیر سراسر اُڑا دی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بالکل ہی نکال دیا ہے۔ تا حضور کو قرآن مجید کی رو سے انگریزی نہ جاننے والے علاقوں میں مجدد اور مسیح موعود بھی نہ ظاہر کیا جاوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بہرحال دنیا کمانے کے لئے دیانت سے بھی ہاتھ دھونا کوئی بڑی بات نہیں ان کے نزدیک۔ زندہ باد دیانت!!

بالآخر احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کی دھوکہ دہی سے ناواقفوں کو بچائے۔ اور حقیقی احمدیت کے قبول کرنے کی لوگوں کو توفیق دے۔ آمین۔ نیز احباب مجھ ناچیز کی صحت کے لئے اور یہاں پر ایک مخلص وجماعت کے قیام کے ملئے بھی دعا فرماویں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام

خادم سیدنا محمود۔ عاجز سید شاہ محمد
مجاہد تحریک جدید جاوا۔

تحریک جدید کا دواخانہ
معجون قرنفل

معدہ کی خرابی تمام اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے قوتِ ہاضمہ میں فتور آ چکا ہو۔ تو صالح خون کم پیدا ہوتا ہے۔ اور جسم کی نشو و نما پورے طور پر نہیں ہوتی۔ بھوک کم لگتی ہے۔ قبض رہتی ہے۔ آنتوں میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں معجون قرنفل اکسیر ثابت ہو چکی ہے۔ معدہ اور آنتوں کو نہایت درجہ قوت پہنچاتی ہے۔ قبض کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ اور غذا ہضم ہو کر جزوِ بدن بننے لگتی ہے۔ دماغ کو بھی جلا دیتی ہے قیمت بیس روز کی خوراک عہ
ترکیب استعمال۔ رات کو سوتے وقت ایک تولہ معجون پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

ملنے کا پتہ
ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ۔ زینت محل دہلی

کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں

یمن میں اٹلی کے حملے کا خوف محسوس ہو رہا ہے طرابلس میں بغاوت کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اطالیہ کے خلاف دشمنی کی ایک لہر پھیلی ہوئی ہے۔ الجیریا کے ہر شہر میں مسلمان البانیہ کی حمایت اور اٹلی کے مظالم کے خلاف جلسے کر رہے ہیں۔

دمشق میں بڑا فساد ہو رہا ہے۔ فرانسیسی فوجوں اور عربوں کی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ فلسطین میں ظلم و ستم کا دریا جاری ہے۔ عرب گرفتار کئے جا رہے ہیں۔ ایک ہفتہ میں ۲۲۰ عرب مارے جا چکے ہیں۔ یہودی زبردستی فلسطین میں گھسے جا رہے ہیں۔ قاہرہ اور طہران کے درمیان ریڈیو سٹیشنوں کا قیام ہو چکا ہے۔ طہران میں رضا شاہ ایک طاقتور ریڈیو سٹیشن قائم کر رہے ہیں۔ مصری سامان جنگ خریدنے میں مشغول ہیں۔ طہران میں وزرائے خارجہ ممالک اسلامیہ کی کانفرنس ہو رہی ہے۔ ارض مقدس میں یہودیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ یہودیوں نے نصف سے زیادہ فلسطین خرید لیا ہے۔ اور ابھی وہ اور ہر روز خرید رہے ہیں۔ امام یمن کے بڑے لڑکے ترکی فوج میں تربیت حاصل کرنے کو گئے ہیں۔ ابن سعود ریاض سے بحرین کو گئے ہیں۔ عربی ممالک میں تجارتی تعاون کے لئے عراق کی وزارت مال کوشش کر رہی ہے۔ غازی عصمت پاشا نے آنے والی جنگ کے لئے ترکوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے۔

جب سے سپین میں خانہ جنگی شروع ہوئی ہے۔ دس لاکھ آدمی مر چکے ہیں۔ اور تقریباً ۱۵ لاکھ زخمی ہوئے ہیں۔ سپین کی کل آبادی ۲½ کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ جس کا ۲۰ واں حصہ تو بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ اور ۲۰ واں حصہ زخمی ہوا پڑا ہے۔ مالی نقصان ۴ ارب پونڈ سے زیادہ ہے۔ اس خانہ جنگی میں پانچ ہزار سے زیادہ غیر ملکی لوگ بھی مارے گئے ہیں۔ یہ تباہی ایک چھوٹے سے ملک کی خانہ جنگی سے ہو رہی ہے۔ اگر خدا نخواستہ جرمنی اور برطانیہ کا جنگ ہو پڑا۔ تو نہایت خوفناک تباہی ہو گی۔ جرمنی کے پاس ۲۰ لاکھ فوج ہر وقت موجود رہتی ہے۔ جس میں سے فی الحال ہٹلر نے چار لاکھ پولینڈ کو سر کرنے کے لئے بھیجدی ہے۔ پولینڈ کے گرد جرمنی نے قلعہ بندیاں مکمل کر لی ہیں۔

برطانیہ جرمنی کو صاف لفظوں میں بتانا چاہتا ہے۔ کہ برطانیہ دنیا میں امن و امان کا خواہشمند ہے۔ اور اگر آئندہ جرمنی کی طرف سے کوئی جارحانہ اقدام اٹھا۔ تو حکومت برطانیہ اسکی روک تھام اور مقابلہ کے لئے اپنی پوری طاقت کو کام میں لائے گا۔ دور نہیں۔ کہ برطانیہ یہ بھی چاہتا ہے۔ کہ اب جبکہ ہسپانیہ میں خانہ جنگی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ تو جرمنی اپنے رضاکاروں کو وہاں سے واپس بلا لے۔ فوجی نقل و حرکت اور اجتماع کے سلسلوں کو ختم کیا جائے۔

برطانیہ کا ہرگز یہ ارادہ نہیں ہے۔ کہ جرمنی کا محاصرہ کر لیا جائے۔ بلکہ برطانیہ مسٹر روزویلٹ کی تقریر اور اپیل سے پوری پوری ہمدردی رکھتی ہے۔

اگر جرمنی نے اپنی موجودہ پالیسی کو نہ بدلا۔ تو برطانیہ اپنے ملک میں جبری بھرتی کا سلسلہ شروع کر دے گا۔

ترکی اخبار ملت نے ترکی حکومت کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ہمیں اپنے متعلق نہ کسی قسم کی غلط فہمی ہے۔ نہ کسی قسم کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ آج جو کچھ ہو رہا ہے۔ اسے ہماری آنکھوں نے بہت عرصہ پہلے دیکھ لیا تھا۔

ترکی حکومت میدان جنگ میں ۲۲ لاکھ فوج بلا کسی تردد کے اتار سکتی ہے۔ ۱۲ لاکھ تو باقاعدہ فوج تنخواہ دار ہے۔ باقی دس لاکھ فوج ہر وقت مہیا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ٹرکی کا ہر ایک باشندہ جنگ کے زمانہ میں حکومت کا سپاہی ہو گا۔

حکومت فرانس نے اہل شام کے ساتھ جو وعدے کئے تھے۔ ان میں سے ایک بھی پورا نہ ہوا۔ ان حالات کی موجودگی میں کوئی وزارت بھی وہاں کام نہیں کر سکتی۔ چنانچہ وزارت کے بار بار بدلنے سے وہاں کے حالات بہت نازک ہو گئے ہیں۔ تمام بڑے شہروں کے بازار بند پڑے ہیں۔ ملک میں سخت بد امنی ہے۔ دہشت انگیزی کی وارداتیں قدم قدم پر ہو رہی ہیں۔ فوج کا پہرہ کئی شہروں میں لگا ہوا ہے۔ فوجیوں سے مظاہرین کا مقابلہ ہو رہا ہے شام اور فلسطین کی حالت ایک جیسی ہو گئی ہے۔ ہزاروں آدمی فرانسیسیوں کی مشین گنوں نے مار ڈالے ہیں۔

فرانسیسی حکام کوئی مظالم کی خبر ملک سے باہر نکلنے نہیں دیتے۔ ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کے سلسلے بند ہو چکے ہیں۔

ملک شام میں یہ جذبہ اچھی طرح پیدا ہو چکا ہے۔ کہ حکم برادری کی ذمہ واریاں فرانس کی بجائے ترکوں کے حوالے کر دی جائیں۔

ملک کی تمام جماعتوں کا یہ متحدہ مطالبہ ہے شامی لیڈر چاہتے ہیں۔ کہ حکومت فرانس نے آج تک جو وعدے کئے ہیں۔ وہ فوراً پورے کئے جائیں۔

شامی لوگ فرانسیسی حکومت سے بہت تنگ آ گئے ہیں۔ اب وہ فرانسیسیوں کو اپنے ملک سے رخصت کرنا چاہتے ہیں۔

مصری اخبار الاہرام کا نامہ نگار مقیم انگورہ لکھتا ہے۔ کہ فلسطین کی کارروائیوں کو یہاں کے سیاسی حلقوں میں بڑی دلچسپی سے دیکھا جا رہا ہے۔

اگر شام اور فلسطین کو ملا کر ایک ملک بنا دیا گیا۔ تو ترک بلا کسی توقف کے حلب پر قبضہ کر لیں گے۔ اور انطاکیہ۔ سکندرونہ اور حلب کو ملا کر ایک حکومت بنا دیں گے۔ حکومت ٹرکی نے اپنی فوجیں اس سلسلہ میں اپنے سرحدی علاقوں میں جمع کرنی شروع کر دی ہیں۔

تازہ پیغامات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک ہفتہ میں چینیوں نے ۲۴ ہزار جاپانیوں کو قتل کر دیا ہے۔

جاپانی زخمیوں سے شنگھائی کے ہسپتال بھر گئے ہیں۔ چینیوں نے ۱۲ جاپانی ٹینک خراب کر دیئے۔ ۲۶ توپیں اور ۳۴۲۰ بندوقیں چھین لیں۔

پولینڈ اور جرمنی

جرمنی نے پولینڈ کو ۲۹ر اپریل کو لکھ دیا ہے۔ کہ وہ اپنی ضد سے باز آ جائے۔ ورنہ جرمنی بحالت مجبوری اپنے مطالبات بلا چون و چرا تسلیم کروائے گا۔ اور پولینڈ کا بھی وہی حشر ہو گا۔ جو چیکوسلواکیہ کا ہوا تھا۔

پولینڈ نے جواب دیا ہے۔ کہ ہم جرمنی کے کسی مطالبہ کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ جرمنی آج ایک معاہدہ کرتا ہے۔ اور کل اسے توڑ ڈالتا ہے۔ پولینڈ جرمنی سے اب کوئی بات کرنے کو تیار نہیں۔

دونوں ملکوں کی افواج لاکھوں کی تعداد میں سرحدوں پر جمع ہیں۔ صرف حکم کا انتظار کر رہی ہیں۔ اگر حالات اسی رفتار سے ترقی کرتے گئے۔ تو جنگ شروع ہو جائے گی۔

اٹلی اور برطانیہ

ہسپانیہ سے اطالوی افواج کی واپسی کے لئے اٹلی نے یہ شرط پیش کی ہے۔ کہ اگر برطانیہ اٹلی کا فیصلہ البانیہ پر تسلیم کرے۔ تو اٹلی اپنی فوجیں ہسپانیہ سے واپس بلائے گا۔ اور جبل الطارق کو خالی کر دے گا۔ ورنہ مسولینی جبل الطارق پر برطانی قبضہ کو ہسپانیہ میں برطانیہ کی مداخلت سمجھتا ہے۔

۳۰ر اپریل کو سر جان سائمن نے جرمنی کو متنبہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم نے یوروپ میں قیام امن کے لئے انتہائی کوشش کی ہے۔ مگر مسٹر چیمبرلین کی تمام کوششیں ناکام رہی ہیں۔ جرمنی کے رویہ نے برطانیہ کی پالیسی میں آج بالکل تبدیلی کر دی ہے۔ جرمنی کا اصل مقصد نوآبادیات کو واپس لینا نہیں ہے۔ بلکہ یوروپ میں اقتدار حاصل کرنا ہے۔ اس صورت میں برطانیہ خاموش نہیں بیٹھ سکتا۔ کیونکہ برطانیہ نے پولینڈ یونان اور رومانیہ سے وعدے کر لئے ہیں۔ اگر جرمنی نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ تو پھر خیر نہیں ہو گی۔

یو۔ پی کی کونسل نے فیصلہ کیا۔ کہ پھانسی کی سزا یو۔ پی میں موقوف کر دی جائے۔ کیونکہ صوبہ یو۔ پی میں وارداتوں کی تعداد سال ماسبق سے نصف بھی نہیں رہی۔

جہاں تک ہو سکے موت کی سزا کی بجائے حبس دوام عبور دریائے شور کی سزا سے بدل دی جائے۔ کیونکہ مہذب دنیا میں کہیں بھی آج کل یہ سزا نہیں دی جاتی۔

ہڑپہ سے ایک نمبردار کی گرفتاری کی گئی ہے۔ جو جعلی سکے بنا رہا تھا۔ پولیس نے مکان کی چھت پر سے چھاپہ مارا۔ اور نمبردار کو معہ اس کے چار ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا۔ ملزمان کے قبضہ میں سے سیکڑوں جعلی روپے برآمد ہوئے۔ چالان ہو چکا ہے۔

تحریک جدید کا چندہ بھیجنے کے متعلق ایک نہایت ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز چاہتے ہیں۔ کہ تحریک جدید کی مالی قربانیاں کرنے والے احباب ”اپنے وعدوں کو جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کل پر ڈال دیا جائے۔“ بعض احباب نے دریافت کیا ہے۔ کہ کیا تحریک جدید کا چندہ براہِ راست بھیجا جا سکتا ہے۔ اور کہ کس پتہ پر ارسال کیا جائے۔ ایسے دوستوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہر وعدہ کرنے والے کو معلوم ہو جائے۔ کہ دفتر فنانشل سکرٹری تحریک جدید میں ہر ایک وعدہ کرنے والے کا حساب اسم وار رکھا جاتا ہے۔ خواہ ان کا وعدہ کسی جماعت کے ذریعہ آیا ہو۔ یا براہِ راست پیش کیا گیا ہو۔ اگر کوئی دوست چاہتے ہوں۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل میں ان کا روپیہ فوری مرکز میں پہنچ جائے۔ یا ان کے پاس روپیہ ہو۔ مگر چندہ لینے والے کارکن کسی وجہ سے نہ مل سکتے ہوں۔ ان کو خیال ہو۔ کہ روپیہ دوسری جگہ خرچ ہو جائے گا۔ اور بعض احباب ایسے ہوں۔ کہ وہ حضور ایدہ اللہ کے حضور براہِ راست اپنا چندہ تحریک جدید پیش کرنا ضروری سمجھتے ہوں۔ ایسے تمام احباب کے لئے تحریک جدید کی طرف سے چندہ تحریک جدید کے بارے میں عام اجازت ہے۔ کہ اپنا چندہ بے شک براہِ راست حضرت کے حضور پیش کر دیں۔ یا فنانشل سکرٹری تحریک جدید یا محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے نام ارسال کر دیں۔ کیونکہ تحریک جدید کا ہر چندہ وصول ہونے پر جہاں ان کے نام پر درج کر دیا جاتا ہے۔ وہاں ان کی جماعت کی طرف سے بھی وصولی درج کر دی جاتی ہے۔ اسلئے تحریک جدید کی طرف سے اجازت ہے۔ کہ جماعت کے ذریعہ وعدہ کرنے پر بھی براہِ راست چندہ بھیج سکتے ہیں۔ اس میں کوئی روک نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ شروع تحریک جدید میں بھی فرما چکے ہیں۔

”میں سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی شخص ثواب سے محروم رہتا ہے۔ تو اپنے کسی فعل کی وجہ سے رہتا ہے۔ یہ نظام کا کوئی سوال نہیں تھا۔ کہ عہدہ داروں کے ماتحت رہ کر ہی کرنا ضروری تھا۔ ہر شخص اپنے طور پر رقم بھیج سکتا۔ یا اپنا نام لکھوا سکتا تھا۔ اسے کس نے روکا تھا۔ کہ علیحدہ طور پر حصہ نہ لیتا۔ جو لوگ کسی ایسی وجہ سے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ ان کی اپنی بھی غلطی ہے۔“ اس سال بھی حضور نے یہ فرمایا تھا کہ ”یہ تحریک چونکہ طوعی ہے۔ اس لئے ہر فرد میرے سامنے جواب دہ اور ذمہ دار ہے۔“

پس اس اعلان کے ذریعہ پھر دوستوں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ہر شخص کو اختیار ہے۔ کہ وہ اپنا چندہ براہِ راست حضرت کے حضور پیش کر دے۔ یا فنانشل سکرٹری تحریک جدید کے پتہ سے بھیج دے۔ یا محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے نام سے بھیج دے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

احرار بٹالہ کے اسلام کا نمونہ

خدا کے غضب کو بھڑکانے والے کام اگر دیکھنا چاہو۔ تو احرار کے شرمناک کارناموں کو دیکھ لو۔ ۲۹ر اپریل کو ہمارے ایک احمدی بھائی کی نو ماہی بچی فوت ہو گئی۔ اسکو وہ دفن کرنے کے واسطے قبرستان میں لے گیا۔ مگر اسلام کے علمبردار اور ضرورت سے زیادہ آزاد احرار بٹالہ نے عوام کالانعام کو ساتھ لے کر اس بچی کی نعش کو کسی قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا۔ افسران و پولیس بھی منہ دیکھتے ہی رہے۔ مگر حوصلہ نہ پڑا۔ کہ ایک معصوم نعش کو مستحقہ زمین میں دفن کرنے سے روکنے والوں کو روک سکے۔ اس واقعہ پر معاصر انقلاب نے حسب ذیل نوٹ لکھا ہے:۔

”بٹالہ سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں ۲۹ر اپریل کو رات کے وقت ایک احمدی اپنی ۹ ماہ کی بچی کی نعش کو دفن کرنے کے لئے قبرستان لے گیا۔ لیکن احراریوں نے بیشمار مسلمانوں کو جمع کر لیا۔ اور اس معصومہ کی نعش کو قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ یہ مسلمان رات بھر وہیں بیٹھے رہے۔ پولیس بھی پہنچ گئی۔ جب احراری کسی طرح نہ مانے۔ تو پولیس اس نعش کو لے کر دوسرے قبرستان میں گئی۔ وہاں بھی یہی کیفیت پیش آئی۔ ہجوم بے قابو ہو رہا تھا۔ اسلئے حکام اور پولیس کا اجتماع بہت زیادہ ہو گیا۔ آخر حکام نے نعش کو قبرستان کے نزدیک سرکاری زمین میں دفن کرا دیا۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مسلمانوں کی پیشوائی کا دعوےٰ کرنے والے اشخاص مسلمانوں کو کدھر لے جا رہے ہیں۔ ایک نو ماہ کی بچی کی نعش کے ساتھ یہ سلوک ہمارے نزدیک تو قطعی طور پر غیر اسلامی بلکہ خلاف انسانیت ہے مسلمانوں کے قبرستانوں میں ملحدوں۔ زندیقوں اور سیہ کاروں کی نعشیں تو دفن ہو سکتی ہیں لیکن ایک معصوم بچی کی نعش دفن نہیں کی جا سکتی۔ جس کا قصور صرف یہ ہے۔ کہ اسکا باپ بعض عقائد میں مسلمانوں کا ہم آہنگ نہیں ہے۔ ہمارے خیالات احمدیت اور احمدیوں کے متعلق سب کو معلوم ہیں۔ *

*۔ لیکن ہم بٹالہ کے احراریوں کی اس نازیبا حرکت کو کسی اعتبار سے بھی روح اسلامی کے مطابق نہیں سمجھتے۔“

آپ اخبار فاروق ضرور خریدیں؟

کیونکہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

(الف) دوستوں کو فاروق کی خریداری کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔“

(ب) ”دوستوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ فاروق جماعت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں پھیل جائے۔“

(ج) ”تحریک جدید کے کارکن جماعتوں میں فاروق کی خریداری کے لئے کوشش کریں۔“

اخبار فاروق میں کیا ہے؟

(۱) فاروق تحریک جدید کا بلیٹین ہے۔ اور تحریک جدید القاء ربانی کے ماتحت جاری ہوئی ہے۔

(۲) فاروق میں ہر ملک بیرون ہند کے مجاہدین تحریک جدید کے مضامین اقتصادی۔ مذہبی۔ رسومی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ تجارتی وغیرہ نکلتے رہتے ہیں۔

(۳) فاروق میں تحریک جدید کے مجاہدین کی تبلیغی رپورٹیں نہایت حوصلہ افزا اور دل خوش کن ہوتی ہیں۔

(۴) فاروق میں تحریک جدید کی روز افزوں ترقیات کے حالات شائع ہوتے ہیں۔ جو ابدالآباد تک یادگار ہوں گے۔

(۵) فاروق میں مرکز کی ہفتہ بھر کی اہم خبریں شائع ہوتی ہیں۔

(۶) فاروق میں مخالفین اسلام اور مکذبین حضرت مسیح موعود علیہ السلام و مخالفین سلسلہ و منکرین خلافت کے اعتراضات کے مدلل اور دندان شکن جواب دیئے جاتے ہیں۔

(۷) فاروق میں احمدیہ فتوے دار الافتاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے شائع کئے جاتے ہیں۔

(۸) فاروق میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ضروری فیصلہ جات مقدمات نقل کئے جاتے ہیں۔

(۹) فاروق میں امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی روزانہ ڈائری کے شائع کرنے کا بھی انتظام کر لیا گیا ہے۔

(۱۰) فاروق میں ہفتہ بھر کی عام دلچسپ اور چیدہ خبریں اخبارات سے انتخاب کر کے نقل کی جاتی ہیں۔

(۱۱) ان سب سے علاوہ فاروق میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا **خطبہ جمعہ** بھی باقاعدہ نقل ہوتا ہے جس کا ہر احمدی کو پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۲) فاروق میں نظارتوں کے ضروری اعلان جن کا ہر ایک جماعت اور ہر احمدی کو علم ہونا چاہیئے۔ شائع کئے جاتے ہیں۔

(۱۳) فاروق میں خریداران فاروق کے نکاح کے اعلان اور نکاح کی درخواستیں بلا اجرت مفت شائع کی جاتی ہیں۔

(۱۴) فاروق کے مضامین ایسے نہیں ہوتے جن کو پڑھ کر ردی میں پھینک دیا جائے۔ بلکہ فاروق کے مکمل فائل ہر ایک احمدی گھر میں محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں کو عہد خلافت ثانیہ کی ترقی سلسلہ کے کارنامے اور ہر فتنہ کی سرکوبی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تدابیر اور ہر فتنہ کے انسداد کے متعلق حضور کے استقلال اور اولوالعزمانہ کارناموں کا علم ہو سکے۔ جس کا معلوم کرنا آپ کی آنے والی نسل کو بطور اسوہ حسنہ کے اسقدر ضروری ہے۔ جس قدر کہ سانس لینے کے لئے ہوا کی ضرورت ہے۔

پس آپ فاروق کو پڑھ کر دنیاوی اخباروں کی طرح ضائع نہ کر دیا کریں۔ تاکہ آپ کی آئندہ نسل اس سے محروم نہ رہ کر آپ کو قیامت تک نیکی سے یاد کر کے ہمیشہ ممنون احسان رہے۔

(۱۵) باوجود ان تمام خوبیوں کے فاروق کا سالانہ چندہ صرف **ڈھائی روپیہ** ہے۔ آج آپ سال بھر میں ڈھائی روپیہ خرچ کر کے خود بھی ان سب امور سے واقف ہوتے رہیں۔ اور اپنی آئندہ نسل کے واسطے بھی ایک بے بہا ترکہ چھوڑ کر جائیں۔

پس آپ ”فاروق“ جیسا سستا اخبار خرید کر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کے احسان اور ہمدردی جماعت کا شکریہ ادا کریں۔ کہ حضور نے جماعت کی مالی حالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے فاروق کا چندہ صرف ڈھائی روپیہ سالانہ اسلئے کر دیا ہے۔ کہ جماعت کو ایک سستا اخبار مل جائے۔ اور وہ کثرت سے جماعت میں پھیل جائے۔ خدا آپکو اسکی اہمیت ذہن نشین کر دے تاکہ آپ شرح صدر سے فاروق کے خریدار بن کر دونوں جہان کا نفع حاصل کر سکیں۔

مانو نہ مانو آپ کا اب اختیار ہے۔
سب نیک و بد ہم آپ کو بتلائے جاتے ہیں

(منیجر فاروق)

قادیان آنے جانے والوں کیلئے ریلوے کی طرف سے مزید سہولتیں

نارتھ ویسٹرن ریلوے نے تیسرے درجہ کے مسافروں کے آرام و سہولت کے لئے ۱۵ مئی سے ڈیزل ریل کار جاری کرنے کا جو اعلان حال میں کیا ہے۔ اس کے رو سے قادیان آنے اور یہاں سے جانے والی ڈیزل ریل کاروں اور گاڑی کے اوقات حسب ذیل ہوں گے:۔

قادیان آنے والی ریل کاریں اور گاڑی

ریل کار	امرتسر سے روانگی	۴ — ۳۵	قادیان آمد	۵ — ۵۳
"	" بٹالہ "	۶ — ۴۴	" "	۷ — ۸
"	" امرتسر "	۹ — ۱۵	" "	۱۰ — ۳۵
"	" بٹالہ "	۱۴ — ۴۵	" "	— ۱۰
"	" " " "	۱۶ — ۲۵	" "	۱۶ — ۵۱
"	" امرت سر " "	۱۹ — ۱۵	" "	۲۰ — ۴۰
گاڑی	امرتسر " "	۱۰ — ۴	" "	۱۱ — ۴۲

قادیان سے جانے والی ریل کاریں اور گاڑی

ریل کار	قادیان سے روانگی	۶ — ۳	بٹالہ آمد	۶ — ۲۷
"	" " "	۷ — ۱۸	امرت سر آمد	۸ — ۴۸
"	" " "	۱۰ — ۴۵	بٹالہ آمد	۱۱ — ۹
"	" " "	۱۵ — ۲۵	" "	۱۵ — ۵۱
"	" " "	۱۷ — ۵	لاہور آمد	۱۹ — ۵۰
"	" " "	۲۰ — ۵۰	امرت سر آمد	۲۲ — ۰
گاڑی	" "	۱۲ — ۳۰	" "	۱۴ — ۰

گویا ہر روز چھ دفعہ کاریں اور ساتویں دفعہ گاڑی قادیان آیا اور جایا کرے گی۔ اور اس طرح سفر کرنے والوں کو بے حد سہولت حاصل ہوگی۔

دیہاتی مدرسین کی تحریک کے متعلق ضروری اعلان

جن دوستوں نے اپنے آپ کو سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی فرمودہ "تحریک مدرسین برائے دیہات" کے ماتحت پیش کیا تھا۔ لیکن اس وقت تک انٹرویو کے لئے حاضر نہیں ہو سکے۔ یا انہوں نے ابھی تک اپنے آپ کو پیش نہیں کیا۔ وہ بہت جلد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں انٹرویو کے لئے پیش کریں۔ اگرچہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے خطبہ جمعہ میں اس سکیم کی کافی تشریح فرما دی ہے۔ لیکن پھر بھی دوستوں کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ اس سکیم کے ماتحت پیش کرنے والے اصحاب کو کم از کم مڈل پاس ہونا چاہیئے۔ شادی شدہ بھی ہونا ضروری ہے۔ ان کو کچھ عرصہ تک قادیان میں رکھ کر تعلیم دی جائے گی۔ حکمت اور بعض دیگر علوم سکھائے جائیں گے۔ بعد میں ان کو کسی جماعت میں مقرر کر دیا جائے گا۔ جہاں ان کے حالات کے مطابق زمین ۵-۶ گھماؤں لے دی جائے گی۔ اور کنوئیں کی ضرورت پر اس کا بھی انتظام کرا دیا جائے گا۔ ان کو پھر خود کاشت کرکے اپنے گذارہ کی صورت پیدا کرنی ہوگی۔ اور اس کے ساتھ ہی گاؤں کے بچوں کو تعلیم بھی دینی ہوگی۔ اور زمیندارہ کام کی ٹریننگ بھی دینی ہوگی۔ اس صورت میں پہلی فصل کی تیاری تک ان کو دس روپیہ ماہوار الاؤنس دیا جائے گا۔ بعد میں وہ اپنا گذارہ اس زمین سے خود ہل چلا کر کریں گے۔ جو دوست اس سکیم کے ماتحت اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیں۔ وہ فوراً اپنے نام سے دفتر تحریک جدید کو اطلاع دیں۔ اور انٹرویو کے لئے تشریف لے آئیں۔ کیونکہ بہت جلد تعلیم کا پروگرام شروع ہونیوالا ہے۔ ورنہ دیر ہونے کی صورت میں وہ ان دوستوں کے ساتھ جو عنقریب کام شروع کرنے والے ہیں۔ نہیں مل سکیں گے۔

(انچارج تحریک جدید)

قیمت فی تولہ
دو روپیہ

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

قیمت ۶ ماشہ
ایک روپیہ

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا نسخہ اور حضور ہی کے مبارک اور بابرکت نام سے وابستہ اطباء۔ ڈاکٹر۔ رؤساء۔ امراء۔ عوام الناس اور قادیان کی بزرگ ہستیوں کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے۔

ضعفِ بصر۔ ککرے۔ دُھند۔ غُبار۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال
اندھراتا۔ ناخنہ۔ خارش۔ پانی بہنا۔ سُرخی وغیرہ

اور جملہ امراض چشم میں تاثیر اور فوائد کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ثابت ہو چکا ہے۔

نوٹ: منی آرڈر یا ٹکٹ بھیجکر آرڈر دینے والوں کو محصول ڈاک کی بچت ہوگی

ملنے کا پتہ

شفاخانہ رفیق حیات متصل منارۃ المسیح قادیان (پنجاب)

درد گردہ یا گردہ کی پتھری

یہ دونوں نام دراصل ایک ہی بیماری کے ہیں۔ جب گُردوں میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے۔ تو صرف پیدا ہو جانے سے چنداں تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ ہاں اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ گردوں کی جگہ پر ذرا بوجھ سا ہے۔ (گُردوں کا مقام کمر سے ذرا اوپر ریڑھ کی ہڈی کے دائیں اور بائیں واقعہ ہے) جن کے گُردوں میں پتھری ہوتی ہے۔ ان کو ہمیشہ یا کبھی کبھی قبض ہو جاتا ہے۔ یعنی پاخانہ کھل کر نہیں آتا۔ دیر تک بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور بعض لوگوں کو کمر میں درد بھی رہتا ہے۔ گرم اور ترش چیزیں یعنی گوشت سرخ مرچ اچار وغیرہ کھانے سے اور گرم موسم میں سفر کرنے سے پیشاب جل کر آتا ہے۔ اور بعض کو ریت سی چیز پیشاب میں خارج ہوتی ہے۔ لیکن جب پتھری سے چھوٹا سا ٹکڑا ٹوٹ کر پیشاب کی نالیوں میں پھنس جاتا ہے۔ تو پھر خدا کی پناہ۔ شدت سے درد ہوتا ہے۔ جو برداشت سے باہر ہوتا ہے۔ اسی کا نام درد گُردہ یا قولنج گُردہ ہے۔

علاج:۔ ڈاکٹروں میں تو یہی مشہور ہے۔ کہ اپریشن سے پتھری نکال دی جائے۔ لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جان کا خطرہ اور خرچ زیادہ۔

ہمارا طرزِ علاج:۔ "پتھری توڑ ع۱"

یہ ایک خاص دوا ہے۔ جو اس بیماری کا کامیاب علاج ہے۔ اس کے استعمال سے پتھری گھل کر پیشاب کے ساتھ خارج ہوتی رہتی ہے۔ حتّٰی کہ ساری خارج ہو جاتی ہے۔ اور گُردے بالکل خالی ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا تلخ اور بدمزا نہیں۔ قدرے نمکین ہے۔ جو آسانی سے کھائی جاتی ہے۔ تین ماہ تک کھانی چاہیئے۔ تین ماہ کی دوا کی قیمت چھ روپے ہے۔ اور اگر قبض بھی ہو۔ تو "قبض کشا گولیاں ع۲" کا استعمال کریں۔ ۶۰ گولیوں کی شیشی کی قیمت ایک روپیہ۔

دواخانہ و مطب حکیم مولوی نظام الدین مبلغ ممتاز الاطباء قادیان ضلع گورداسپور

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطار اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)